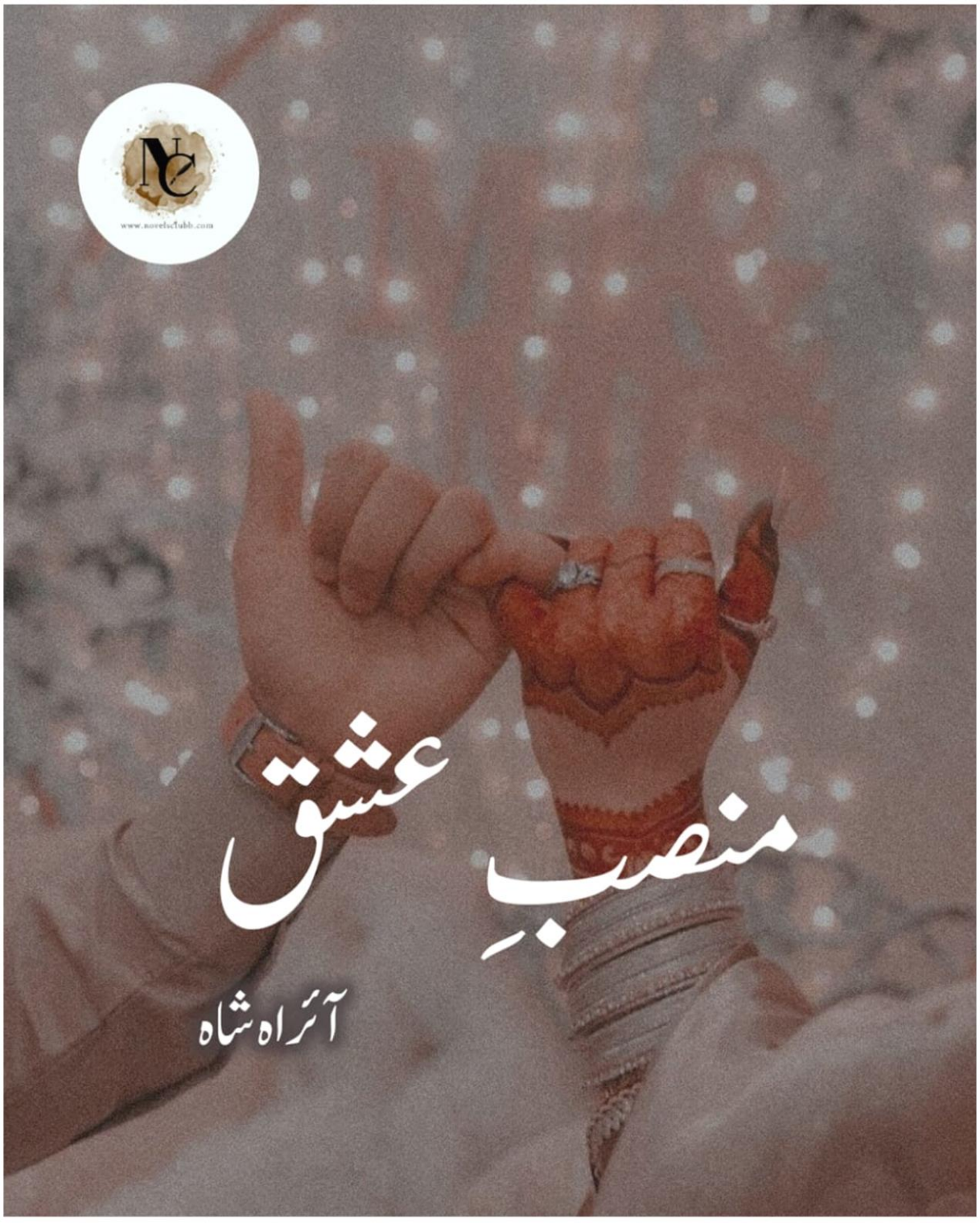
منصبِ عشق
آئرہ شاہ

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری، ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

منصبِ عشق

از آئرہ شاہ

آفس کے اس کمرے میں ہر طرف سگریٹ کا دھواں پھیلا ہوا تھا۔ کھڑکیوں پر بلائنڈز ڈالے ہوئے تھے۔ شام کے وقت میں سورج کی روشنی کھڑکیوں کے شیشے سے سر ٹکرا کر واپس مڑ رہی تھی۔

آفس میں بیٹھے نفوس نے سلگائی ہوئی سگریٹ منہ میں دبا کر ایک لمبا سانس کھینچا اور سگریٹ کی راکھ پاس پڑی ایش ٹرے میں جھاڑ دی۔ اچانک دروازے پر دستک ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"سر راحیل صاحب آئے ہیں" ملازم نے مودبانہ سی آواز میں اطلاع دی۔ جس پر کرسی پر جھولتے نفوس نے ہاتھ سے اشارہ کیا تو وہ ملازم جلد ہی وہاں سے چلا گیا اور کچھ دیر بعد

سوٹ بوٹ پہنے ہوئے ایک ادھیڑ عمر شخص ملازم کی تقلید میں چلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ملازم اسے اندر جانے کا کہہ کر خود وہی دروازے کے پاس رک گیا۔

"بیٹھیے راحیل صاحب" بھاری سی آواز اندھیرے میں گونجی تھی۔ راحیل صاحب نے بمشکل آنکھوں کو چھوٹی کرتے ہوئے کمرے میں نظریں دوڑائی اور ایک طرف بڑھ کر ٹٹولتے ہوئے کرسی پر بیٹھ گئے۔

"جی تو راحیل صاحب! کیسے آنا ہوا" اندھیرے میں بیٹھے شخص کی آواز ایک بار پھر سے گونجی۔ راحیل صاحب آواز کی سمت کی نشاندہی نہیں کر سکے کہ کس سمت سے آواز آ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"زیادہ میری کمپنی کو نقصان ہو رہا ہے" راحیل صاحب نے ادھر ادھر اندھیرے میں دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ جس پر سامنے بیٹھے شخص نے مخص ہنکار بھرا۔

"روف صاحب کی وجہ سے میری کمپنی کو کافی نقصان ہو رہا ہے۔۔۔۔یہ تمہاری رقم"
اب اندھیرے میں بیٹھا شخص کا ہیولہ کچھ کچھ واضح ہو رہا تھا۔راحیل صاحب نے ایک بریف کیس سائیڈ پر رکھا تھا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔آپ کا کام ہو جائے گا راحیل صاحب"سرد سی آواز کمرے میں گونجی جس پر راحیل صاحب کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔اور پھر وہ خدا حافظ کہہ کر باہر کی طرف چل پڑے۔

راحیل صاحب کے جانے کے بعد زیاد نے اپنے ایک نوکر کو بلوا کر وہ بریف کیس آفس میں موجود اس کے کمرے میں رکھنے کا حکم دیا۔اس کے جانے کے بعد نفوس نے سگریٹ کی راکھ جھاڑی اور اپنا سر کرسی کی پشت سے ٹکا لیا۔اس وقت کا خاصا تھکا لگ رہا تھا۔

اچانک کسی آنے والے نے زور سے دروازے کھولا۔اور اندھیرے میں سوئچ بورڈ ٹٹولتے ہوئے سارے بٹن دبائے۔اچانک سارا کمرا روشنی سے نہا گیا۔زیاد نے آنکھیں زور سے بند کی اور پھر آہستہ آہستہ کھول کر سامنے دیکھا تو حلق تک کڑوا ہو گیا۔

"زیاد کمرے میں اندھیرا کیوں کیا ہوا تھا" پلوشہ نے غصے سے پوچھا۔پلوشہ زیاد کے ساتھ کام کرتی تھی۔وہ ایک ہیکر تھی اور سب سے اہم وہ زیاد کو پسند کرتی تھی۔آفس میں کام کرنے والے سب ورکر اس کی پسندیدگی سے واقف تھے۔

"اپنے کام سے کام رکھا کرو۔۔۔کیوں آئی ہوں یہاں" جس پر زیاد نے ایک سرد نگاہ اس پر ڈالی اور آنکھیں بند کیے بولا۔زیاد کو اس کا یوں حکم چلانا ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔

"کیوں میں کام کے بغیر نہیں آسکتی" ہاتھ میں پکڑی فائل ٹیبل پر رکھ کر پلوشہ بلیو کلر کی ٹاپ اور جینز پہننے بے باکی سے زیاد کی طرف جھکتے ہوئے بولی۔

"نہیں۔۔۔اگر کوئی کام ہے تو بتاؤں نہیں تو چلو یہاں سے جاؤں"زیاد نے سرد سی آواز میں اسے دور کرتے ہوئے کہااور اٹھ کر اس کا بازو پکڑ کر باہر کی طرف چل پڑا۔

"وہ فائل جو تم نے مجھے دی تھی۔۔۔اس کے مطالق میں نے ڈیٹیلز نکالی تھی۔۔۔اس فائل میں موجود ہے سب"پلوشہ نے اس کی جلدی سے ٹیبل پر پڑی فائل کی طرف اشارہ کیا تھا لیکن زیاد نے اسے باہر نکال کر دروازا اس کے منہ پر بند کر دیا اور آگے بڑھ کر لائٹ آف کی اور واپس جا کر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"چل پلوشہ کوئی نہیں۔۔۔ہولے ہولے ہو جائے گا پیار۔۔ہولے ہولے ہو جائے گا پیار"ایک منٹ تو پلوشہ ہونک بنی دروازا دیکھتی رہی اور پھر مسکراتے ہوئے بولی اور گانا گنگناتے ہوئے واپس مڑ گئی۔

LRI☆☆LRI☆☆LRI☆

"ماما۔۔۔ماما"لڑکھڑاتی آواز میں وہ کسی خواب کے زیرِاثر لگتی سر ادھر ادھر تکیے پر مارتی نفی میں سر ہلا رہی تھی۔اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات باخوبی دیکھے جا سکتے تھے۔ ایک دم اس کی چیخ کمرے میں گونجی اور وہ اٹھ کر بھاگنے لگی۔راہداریوں میں بھاگتے ہوئے وہ ایک کمرے کا دروازا کھول کر کمرے میں داخل ہوئی۔اور کچھ کہے بغیر اپنی ماں کے گلے لگ گئی۔نمرین بیگم نے اسے جلدی سے اپنی آغوش میں لیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیا ہوا ہے بری"نمرین بیگم نے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے پیار سے پچکارتے ہوئے پوچھا۔

"ماما۔۔ماماوہ مجھے مار دیے گا۔۔۔ماما۔۔پلیز زمجھے بچالے ماما" بریرہ نے ان کی آغوش میں ہی چھپے ہوئے روتے ہوئے کہا تھا۔ جس پر نمرین بیگم نے جلدی سے اپنا حصار اس کے گرد تنگ کیا۔

"میری بیٹی کو مارنا تو دور کی بات۔۔۔کوئی ہاتھ لگا کر دیکھائے۔۔کوئی نہیں ہے بریرہ۔۔۔کوئی تمہیں کچھ نہیں کہہ سکتا ابھی تمہاری ماما زندہ ہے" نمرین بیگم نے اس کے سر پر بوسہ دیتے ہوئے اسے ہمت دی۔ جبکہ اندر سے دل سوکھے پتے کی طرح لرز رہا تھا۔ نمرین کی آغوش میں جلد ہی وہ دوبارا پر سکون سی سو گئی۔ان کا دماغ مختلف تانے بانے جوڑنے لگا۔

www.novelsclubb.com

دوسری طرف رات کے اندھیرے میں ایک لمبا ہیولہ چہرے پر ہڈ گرائے ناک کی سیدھ میں چل رہا تھا۔ مختلف راہداریوں سے ہوتے ہوئے وہ دروازا کھول کر اندر داخل ہوا۔ اندر ایک درمیانی عمر کا آدمی نشے میں دھت صوفے پر پڑا ہوا تھا۔

تین چار لڑکیاں نیم برہنہ لباس میں اس کے ارد گرد موجود تھیں۔

آنے والے شخص نے سامنے کا منظر دیکھ کر یک دم رخ موڑا۔ لڑکیاں دروازا کھولنے پر جلدی سے اس شخص سے دور ہوئیں۔ آنے والے شخص نے آگے بڑھ کر نشے میں دھت آدمی کو گریبان سے پکڑ کر اپنے ساتھ گھسیٹا۔ وہ شخص نشے میں ہونے کی وجہ سے مزاحمت کرنے کی بھی طاقت کھو چکا تھا۔ وہ لڑکھڑاتے قدموں سے اس کے ساتھ گھسیٹتا گیا۔

آدمی کو لا کر اس نے گاڑی میں پھینکا اور اسے دوسری طرف سے آ کر فرنٹ سیٹ پر بیٹھ کر گاڑی زن سے بھگالی۔

www.novelsclubb.com

تھوڑی دیر بعد گاڑی ایک چھوٹے سے گھر کے آگے روکی اور اس شخص کو لے اندر کی طرف بڑھ گیا۔ ایک کمرے میں اس شخص کو لے جا کر اس کرسی پر بیٹھا کر باندھ دیا اور

دروازا بند کر کے خود دوسرے کمرے میں آ کر ہڈ چہرے سے گرائی اور شیشے کے سامنے خود کو دیکھنے لگا۔

گہری بھوری آنکھیں، ستواں ناک عنابی ہونٹ، چہرے پر تراشی ہوئی ہلکی ہلکی سی داڑھی لمبا قد اسے وجیہہ بنا رہے تھے۔ کمرے کی ہلکی سی زرد روشنی میں اس کا چہرہ اور بھی خوبصورت لیکن تھکا تھکا لگ رہا تھا۔

طلحہ نے اپنا چہرا شیشے میں دیکھا اور پھر باتھ روم چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد گیلے بالوں کو تولیے سے رگڑتے ہوئے باہر آیا۔ بالوں کو صاف کرنے کے بعد تولیہ وہی بیڈ پر پھینک کر باہر نکل گیا۔

www.novelsclubb.com

لاؤنج سے ملحقہ کچن میں آ کر اس نے اپنے لیے کافی بنائی اور پھر مگ پکڑ کر دوسرے کمرے میں چلا آیا۔ کمرے میں مدھم سی زرد روشنی میں وہاں موجود دوسرا شخص کا مکروہ

چہرہ واضح ہو رہا تھا۔ طلحہ نے اپنی کافی کا مگ میز پر رکھا اور وہاں پڑے پانی سے بھرے جگ کو اس شخص کے چہرے پر الٹ دیا اور کافی کا مگ پکڑ کر دیوار سے ٹیک لگائے کافی پینے لگا۔

وہ آدمی جو نیم بے ہوشی میں تھا پانی چہرے پر پڑنے سے ہڑ بڑا کر اٹھا۔ اور نشے سے بند ہوتی آنکھیں مشکل سے کھولی۔

"ک۔۔۔ کو۔۔ کون ہو۔۔۔ت۔۔ تم" آدمی نے آنکھیں نیم وا کر کے سامنے موجود کھڑے لڑکے کو دیکھ کر پوچھا۔ نشے کی وجہ سے اس کی آواز لڑکھڑا رہی تھی۔

"اتنی جلدی بھول گئے مجھے خورشید صاحب۔۔۔ چلیں اپنا تعارف کرواتا ہوں۔۔۔ مائے نیم از طلحہ۔۔۔ طلحہ وجاہت۔۔۔ ارے واہ آپ تو پہچان گئے" طلحہ نے حیرانی سے ان کا چہرا دیکھ کر کہا اور پھر اپنا تعارف کروایا اور پھر ان کی اڑی رنگت دیکھ کر محظوظ ہوا تھا۔

"ت۔۔۔تم۔۔زن۔۔زندہ۔۔۔ہوں"خورشید صاحب کی دبی دبی سی آواز بلند ہوئی۔ ان کا چہرا لٹھے کی مانند سفید تھا۔سارا نشہ ان کا ہوا ہوا تھا۔ان کی بات سن کی طلحہ کی ہنسی کمرے میں گونجی۔

"وہ ایک کہاوت تو سنی ہو گئی۔۔جیسے اللہ رکھے اسے کون چکھے"طلحہ نے ہنستے ہوئے کہاوت سنائی۔ان کا لٹھے کی مانند سفید مکروہ چہرہ دیکھ کر طلحہ کو بیک وقت غصہ اور خوشی دونوں ہوئیں تھیں۔

یہ کہہ کر طلحہ انہیں کرسی پر باندھا چھوڑ کر باہر چلا آیا۔پیچھے خورشید صاحب کی دہائیاں عروج پر تھیں۔طلحہ نے کافی کا مگ کاونٹر پر رکھا اور لاؤنج میں موجود صوفے پر لیٹ گیا اور جلد ہی نیند کی دیوی اس پر مہربان ہو گئی۔جبکہ خورشید صاحب کی نیند اڑ چکی تھی۔

"بریرہ۔۔ بریرہ میری جان اٹھو بچے۔۔۔ صبح ہو گئی ہے۔۔یونیورسٹی بھی جانا ہے" بریرہ رات نرمین بیگم کے کمرے میں ان کے ساتھ ہی سو گئی تھی۔

اب نرمین بیگم اسے اٹھا رہیں تھیں کیونکہ آج اس کا یونی میں ٹیسٹ تھا۔ان کے مسلسل اٹھانے پر بریرہ کسمسا کر اٹھی۔

www.novelsclubb.com

"اٹھو بری۔۔۔بچے آج یونی نہیں جانا" نرمین بیگم نے پیار سے بریرہ کے سر پر بوسہ دیتے ہوئے کہا۔ بریرہ نرمی سے ان کا چہرہ دیکھتی رہی اور پھر آہستہ سے نفی میں سر ہلایا۔وہ ابھی تک رات والے خواب کے زیرِ اثر تھی۔

"آج تو ٹیسٹ تھا نہ آپ کا" نرمین بیگم نے اسے یاد دہانی کروائی جس پر اس نے دوبارا نفی میں سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے پھر آپ آرام کر لو" نرمین بیگم کہہ کر جانے لگی تو بریرہ نے ان کا ہاتھ تھام لیا جس پر وہ دوبارا اس کے پاس بیٹھ گئیں تو بریرہ نے اپنا سر ان کی گود میں رکھا۔

"بری۔۔۔ کیا ہوا ہے بچے۔۔۔ رات کو کوئی خواب دیکھا تھا" نرمین نے نارمل سے انداز میں اس سے پوچھا۔ جس پر بریرہ نے ان کی گود میں رکھے سر کو اثبات میں ہلایا۔

www.novelsclubb.com

"ماما سے بھی شیئر نہیں کرو گے" نرمین بیگم نے گلہ کیا۔ جس پر بریرہ کی جلدی سے نفی میں سر ہلایا۔

"ماماوہ مجھے مار دیے گا" یہ پہلے الفاظ تھے جو اس گفتگو کے دوران بریرہ کے منہ سے نکلے تھے۔آنسوں کا گولہ اس کے حلق میں اٹکا تھا۔اس کا ماضی اسے جینے نہیں دیے رہا تھا۔

"ابھی تمہاری ماما زندہ ہیں۔۔۔کسی میں اتنی ہمت نہیں کہ میری بیٹی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ لے۔۔۔میری بیٹی کی طرف اٹھنے والی گندی نظروں اور ہر ناپاک ارادوں والے ہاتھوں کو تمہاری ماما جڑ سے اکھاڑ نا جانتی ہے" انہوں نے بریرہ کی ہمت باندھی تھی۔وہ اسے مضبوط بنانا چاہتی تھی نا کہ اسے ڈر ڈر کے جینا سیکھانا چاہتی تھی۔

"ماماوہ مجھے آپ سے دور کر رہا تھا" نرمین بیگم کی باندھی گئی ڈھارس سے اس کی تھوڑی ہمت بندھی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کوئی میری بیٹی کو مجھ سے دور نہیں کر سکتا" نرمین نے اس کے سر پر بوسہ دیے کر اسے دلاسہ دیا۔جس پر اس نے اپنے بازو نرمین کے گرد حائل کیے۔

"چلو اٹھو آج ہم اکھٹے ناشتہ کریں گئے پھر شاپنگ پر جائیں گئے پھر مووی دیکھنے بھی چلے گئے" نرمین نے ہنستے ہوئے اسے اٹھا اور پھر پورے دن کا پلین بنایا اور اس کے گوش گزارا جس پر وہ دھیرے سے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا گئی۔

LRI☆☆LRI☆☆LRI☆

www.novelsclubb.com

"چلو ڈرائیور۔۔۔ تم کدھر؟" بیلو کلر کے پینٹ کوٹ میں ملبوس زیاد نے گاڑی میں بیٹھتے ہاتھ پر بندھی گھڑی کو دیکھتے ہوئے ڈرائیور کو چلنے کو کہا اور جلدی سے ساتھ گاڑی میں بیٹھتی پلوشہ کو دیکھتے ہوئے کوفت سے کہا۔

"جدھر تم" نک سک سی تیار وائٹ شرٹ کے ساتھ شاٹس ڈالے ہلکا سا چہرے پر میک اپ کیے گود میں لیپ ٹاپ رکھے پلوشہ نے مسکراتے ہوئے مختصر سا جواب دیا۔ وہ اس وقت پیاری لگ رہی تھی لیکن زیاد کو اس سے کیا غرض۔

"تمہیں سکون نہیں ہے۔۔۔میں رؤف صاحب سے ملنے جا رہا ہوں" زیاد نے بے زاری سے وضاحت دی تھی جس پر ڈرائیور نے ایک نظر فرنٹ مرر سے دونوں کو ایک نظر دیکھا اور گاڑی سٹارٹ کی۔

www.novelsclubb.com

"جو تمہیں دیکھنے سے ملتا ہے

سارا مسئلہ اسی سکون کا ہے"

پلوشہ نے مسکراتے ہوئے شعر پڑھا اور پھر لیپ ٹاپ کھول کر اس میں مصروف ہو گئی۔ زیاد نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر اپنے موبائل میں مصروف ہو گیا۔ پلوشہ گاہے بگاہے نظر اٹھا کر اسے دیکھ رہی تھی۔ کچھ دیر بعد گاڑی ایک اونچی بیلڈنگ کے سامنے رکی۔

"پلوشہ" ایک منٹ کی خاموشی کے بعد زیاد کی جھنجلاہٹ بھری آواز ابھری جس پر پلوشہ ہڑبڑا کر اپنے خیالوں کی دنیا سے باہر آئی۔

"ک۔۔ کیا۔۔ کیا ہوا؟" پلوشہ اپنی خجلت مٹانے کے لیے لیپ ٹاپ پر ٹائپنگ کرنے لگی۔ ہوا یوں کہ پلوشہ بڑے انہماک سے سٹیل سب کچھ فراموش کیے زیاد کو دیکھنے میں مصروف تھی۔ جانے کب وہ سب کچھ بھولائے اسے دیکھ رہی تھی۔

"رؤف صاحب کی ڈیٹیلز پلوشہ صدیقی" زیاد کو اب غصہ آ رہا تھا۔ ایک تو پہلے ہی آج اس کی طبعیت کچھ چڑچڑی ہوئی تھی اور اوپر سے پلوشہ میڈیم۔

"روف صاحب روف انڈسٹری کے مالک ہیں" پلوشہ نے بول کر آنکھیں زور سے بند کیں کیونکہ وہ غلط بول گئی تھی۔اس سے پہلے وہ دوبارا سہی ڈیٹیلز دیتی زیاد بول پڑا۔

"علی بخش پلوشہ میڈیم کو واپس گھر چھوڑ آنا ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔اور زبیر تم ساتھ آؤں" زیاد نے گاڑی سے نکلنے سے پہلے حکم صادر کیا۔زبیر زیاد کا خاص آدمی تھا۔

"سر رؤف صاحب کی بیٹی ریدا ان کی سب سے بڑی کمزوری ہے۔۔۔سر ریدا سیکنڈ ائیر کی سٹوڈنٹ۔۔۔" زبیر ساتھ ساتھ چلتا اسے تفصیل سے آگاہ کر رہا تھا کہ زیاد نے ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش رہنے کا کہا اور راہداریوں سے ہوتا ہوا ایک آفس کے اندر داخل ہوا۔

زیاد کے چہرے پر جان لیوا مسکراہٹ تھی۔ تھوڑی دیر پہلے والا غصہ اب غائب تھا۔آفس میں سامنے چیئر پر بیٹھے شخص نے نظر اٹھا کر دیکھا تو ایک لمحے کے لیے وہ سن ہو گئے لیکن

جلد ہی اپنی حالت پر قابو پاتے زبردستی کی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر مصافحہ کیا اور بیٹھنے کا اشارہ کیا جس پر زیاد مسکراہٹ چہرے پر سجائے بیٹھ گیا جبکہ زبیر ان کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔

"کیا حال ہے زیاد صاحب؟... کیا لیں گئے چائے یا کافی" روف صاحب نے خود کو نارمل کرتے ہوئے پوچھا۔ جس پر زیاد نے وہاں پڑا پیپر ویٹ اٹھا لیا۔

"ارے رؤف صاحب اتنے تکلف کی ضرورت نہیں۔۔۔ بس کانٹیکٹ کینسل کر دیے" پیپر ویٹ گھماتے ہوئے زیاد نے کہا جس پر رؤف صاحب ہنس دیے.

"معاف کیجئے گا زیاد صاحب لیکن میں یہ نہیں کر سکتا" ڈر کے تاثرات اب رؤف صاحب کے چہرے پر نہیں تھے۔ وہ اب بے خوف لگ رہے تھے۔

پیپر ویٹ گھماتے زیاد نے ایک ستائشی ابرو اٹھا کر انہیں داد دی کہ اچانک رؤف صاحب کا فون رنگ ہوا۔انہوں نے ایک نظر فون کو دیکھا اور ہاتھ بڑھا کر فون کان سے لگایا۔

"ڈیڈ۔۔۔ڈیڈ۔۔مجھے بچالیں ڈیڈ" دوسری طرف سے ریدا کی گھٹی گھٹی آواز بلند ہوئی۔ زیاد کی مسکراہٹ گہری ہوئی جبکہ اب بھی ویسے بیٹھا پیپر ویٹ کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھا۔اس سے پہلے کہ روف صاحب کچھ کہتے دوسری طرف سے فون بند ہو گیا۔

"ٹھیک ہے رؤف صاحب ہم چلتے ہیں۔۔۔بہت شکریہ آپ کے وقت کا" زیاد ان کی طرف مسکراہٹ اچھالتا پیپر ویٹ ٹھیک سے واپس ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولا۔

www.novelsclubb.com

"میری بیٹی کو کچھ نہیں ہونا چاہیے زیاد۔۔۔کانٹریکٹ کل تک کینسل ہو جائے گا" ان کی آواز میں بے بسی تھی۔وہ اپنی بیٹی کے لیے سب کچھ قربان کر سکتے تھے۔ان کی بات سن

کر فاتحانہ سی مسکراہٹ نے زیاد کے چہرے کا احاطہ کیا۔اور پھر وہ ان کی مزید کوئی بات انے بغیر وہاں سے چلا آیا۔

LRI☆☆LRI☆☆LRI☆

"طلحٰہ۔۔۔طلحٰہ اٹھو یار۔۔۔یہ میرے کمرے میں کون ہے" یزن نے صوفے پر ٹیڑھے میڑھے سوئے طلحٰہ کو اٹھایا تھا۔وہ اور طلحٰہ ایک ساتھ اس دو کمروں کے گھر میں رہتے تھے۔وہ کچھ دنوں کے لیے اپنے گھر والوں سے ملنے گیا ہوا تھا۔

آج ہی گھر واپس آیا تھا اور آتے ہی جب اپنے کمرے میں گیا تو وہاں کا ی شخص کو بندھا دیکھ کر حیران ہوا اور پھر کمرے کا سامان غائب دیکھ کر الٹے قدموں واپس لاؤنج میں آکر بڑے آرام سے سوئے ہوئے طلحہ کو اٹھانے لگا۔

"کیا ہے؟" طلحہ نے کروٹ بدلتے ہوئے ناگواری سے پوچھا۔اسے اپنی نیند میں یوں کیسی کا مخل ہونا گوارا نہ تھا۔

"جناب میرے کمرے میں وہ جو اُس شخص کو باندھ رکھا ہے تم نے ذرا اس پر روشنی ڈالیں گئے۔۔۔اور میرے کمرے کا سامان کہا ہے؟" یزن نے طنزیہ لہجے میں اس سے پوچھا خورشید صاحب کا یاد۔آنے پر طلحہ نے پٹ سے آنکھیں کھولیں لیکن پھر اے نیند غالب آئی تھی۔

"وہ تیرا سامان میرے کمرے میں ہے۔۔۔اور انہیں چھوڑ وہ کون ہیں۔۔۔بتادوں گا تجھے۔۔۔اب جا یہاں سے سونے دے مجھے"طلحہ نے لیٹے لیٹے بات بتائی اور پھر اسے جانے کا کہہ کر پھر سے سونے کی کوشش کرنے لگ پڑا جس پر یزن نے چپ چاپ طلحہ کے کمرے کی راہ لی اور وہاں جلدی آفس جانے کی تیاری کرنے لگ پڑا۔

یزن کے جانے کے بعد طلحہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ایک نظر کمرے کے بند دروازے پر ڈالی اور کچن میں اپنے لیے کافی بنا کر کمرے کا رخ کیا۔

کمرے میں خورشید صاحب نیم جان سے ایک طرف سر کیے کرسی پر باندھے ہوئے تھے۔ طلحہ جو آتا دیکھ آہستہ سے سیدھے ہوئے۔

www.novelsclub.com

"امید کرتا ہوں اتنی سزا کافی ہو گئی۔۔۔اب جلدی سے بتائیں کا کے کہنے پر ہم پر حملہ کروایا تھا آپ نے"کڑوی کافی منہ تک لیجاتے ہوئے طلحہ نے آرام سے پوچھا.

"راحیل صاحب کے دوست رؤف صاحب کے کہنے پر "آہستگی سے کہتے ہوئے انہوں نے گویا طلحہ کی سماعت پر بم گرایا تھا۔

"کیوں"،طلحہ کو اپنی آواز کسی کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتا۔۔دیکھو مجھے چھوڑ دوں۔۔۔میں بس اتنا ہی جانتا تھا" خورشید صاحب اپنی زندگی کی بھیک مانگنے لگے۔جس پر طلحٰہ نے خالی خالی نظروں سے انہیں دیکھا کہ یک دم غصہ غالب آیا تھا.

www.novelsclubb.com

"میرے ماما بابا کو موت کے منہ میں دھکیل دیا تم لوگوں نے"،طلحہ نے ان کے منہ پر پے در پے مکے برسائے۔خورشید صاحب جو کہ رات سے بھوکے پیاس سے نڈھال تھے بے ہوش ہو گئے۔

ان کے بے ہوش ہونے پر پیچھے ہٹا اور اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر خود کو نارمل کیا اور ان کو وہی چھوڑتا باہر نکل گیا۔ گاڑی میں بیٹھ کر اس نے گاڑی زن سے بھگالی۔

اسے اب بھی اس بات پر یقین نہیں آرہا تھا۔ وہ شخص جو اس کے والد کو اپنا سب سے اچھا دوست کہتا تھا انہوں نے ہی ان کی پیٹھ میں وار کیا تھا۔

اس کے سر سے اس کے باپ کا سایہ چھیننے والا کوئی اور نہیں اس کے باپ کا بہترین دوست تھا۔ ذہین میں بچپن سے اب تک کی ساری یادیں ساری باتیں ابھر رہی تھی۔ اس کی آنکھوں کے آگے بار بار دھند چھا رہی تھی۔

www.novelsclub.com

LRI☆☆LRI☆☆LRI☆

"میڈیم حرا میڈیم آئیں ہیں۔۔۔ڈرائنگ روم میں ہیں"پلوشہ لیپ ٹاپ یوز کرنے میں مصروف تھی جب ملازمہ نے آکر اسے حرا کے آنے کی اطلاع دی۔ حرا ایک ہی پلوشہ کی دوست تھی۔ حرا اس کے ماضی اور حال سب کے بارے میں جانتی تھی۔اطلاع ملنے پر وہ لیپ ٹاپ سائیڈ پر رکھتی اسے کچھ ہدایات کرتی باہر کی طرف بھاگی۔

"آگئی یاد میری...بے وفا"پلوشہ نے ڈرائنگ روم میں آکر گلے ملتے ہی حرا سے گلہ کیا تھا۔ حرا اس دفعہ کافی دیر بعد اس سے ملنے آئی تھی۔

"ہاں مجھے آگئی تجھے تو پھر بھی توفیق نہیں ہوئی"حرا نے ہنستے ہوئے مصنوعی خفگی سے کہا۔ جس پر پلوشہ کی مسکراہٹ سمٹی۔

"تم تو جانتی ہوں سب" پلوشہ نے اپنے ماضی کا حوالہ دینا چاہا جس پر حرا جلدی سے بول پڑی۔

"بس بس۔۔۔اب پرانے قصے نہ کھولنے لگ جانا۔۔اتنی دیر بعد آئی ہوں کوئی خدمت کروں بھئی مہمان آئی ہوں۔۔۔یونو مہمان نوازی" حرا نے ماحول میں چھائی اداسی کو دور کرنے کے لیے ہنستے ہوئے بات بدلی تھی۔

"ہاں ہاں مجھے پتہ ہے مہمان نوازی کا۔۔۔ناصرہ کو تمہاری فیورٹ ڈیش بنانے کا کہہ کر آئی ہوں" پلوشہ نے جتاتے ہوئے بتایا جس پر حرا مسکرادی۔اور پھر کچھ دیر دونوں باتیں کرتیں رہیں۔ تھوڑی ہی دیر میں ناصرہ نے کھانا وہاں ہی لگا دیا۔

"اور بتاؤں بھئی کیا حال ہے زیاد بھائی کا" حرا نے کھانا نکالتے مسکراتے ہوئے ابرو اٹھا کر اسے تنگ کرنے کے لیے پوچھا۔ جس پر پلوشہ کو اپنی کل والی حرکت یاد آ گئی اور وہ ہنس پڑی۔

"کیا حال ہو گا۔۔۔ ویسا ہی ہے کھڑوس" کل والا رویہ یاد کرتے پلوشہ نے منہ بسورتے ہوئے پلیٹ میں کھانا ڈالتے ہوئے بتایا جس پر حرا نے اپنی ہنسی بمشکل روکی کیونکہ زیاد جو کہ ایک فائل لینے کے لیے ابھی ناصرہ کے بتانے پر اس طرف آیا تھا اپنے بارے میں گل فشانی سن چکا تھا۔

"اسلام و علیکم زیاد بھائی۔۔ آئیں جوائن کریں ہمیں" حرا نے مسکراہٹ دباتے ہوئے دروازے کے پاس کھڑے زیاد کو کھانا کھانے کی پیشکش کی۔

"نہیں شکریہ۔۔۔میں پلوشہ سے فائل لینے آیا تھا۔۔مجھے لگ رہا ہے کہ وہ اس سے زیادہ اہم کام میں مصروف ہیں سو میں ناصرہ سے منگوالیتا ہوں۔۔۔یو کیری اون"زیاد نے زبردستی مسکراتے ہوئے بات کی اور پھر وہاں سے اندر کی طرف ناصرہ کو آواز دیتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

اس کے جاتے ہی ہنسی کا فوارہ حرا کے منہ سے برآمد ہوا۔پلوشہ نے ایک تھپڑ اس کے کندھے پر مارا پھر مڑ کر بے بسی سے واپس دروازے کو دیکھا اور پھر ہنس پڑی۔

زیاد نے ناصرہ سے کہہ کر فائل منگوائی اور فائل لے کر واپس لے کر چلا گیا۔

www.novelsclubb.com

LRI☆☆LRI☆☆LRI☆

بریرہ اور نرمین بیگم ترتیب دیے گئے پلان کے مطابق سارا دن انجوائے کر رہیں تھی۔ابھی بھی وہ ایک مال میں شوپنگ کر رہیں تھیں۔

"بری یہ دیکھوں یہ فراک تم پر کتنی خوبصورت لگے گئ"نرمین بیگم نے مال میں ایک دکان کے اندر نظر آتی فراک کی طرف توجہ دلوائی۔

"ماما اتنی شوپنگ کر لی ہے۔۔اب چلیں واپس میں تھک گئ ہوں" بریرہ نے روہنسی ہوتے ہوئے بولی تھی۔ صبح والے خواب کا اب کوئی شبہ نہیں تھا۔اب وہ پر سکون تھی۔

"ارے لڑکیاں بھی کبھی شوپنگ سے تھکتی ہیں۔۔۔چلو وہ فراک لینی ہے"نرمین بیگم اسے ساتھ گھسیٹتے ہوئے دکان میں لے گئیں۔ جس پر بریرہ منہ بسورتے ہوئے ساتھ چل پڑی۔

تھوڑی دیر بعد نرمین بیگم دوسرا اڈریس دیکھنے کے لیے ایک طرف ہوئی تو اچانک سے کسی نے بریرہ کے منہ پر ایک ہاتھ رکھ کر دوسرے ہاتھ سے بریرہ کو بازو سے دبوچ کر ایک طرف کھینچا اور بریرہ کی آواز اس کے ہاتھ کے نیچے ہی کہی دب گئی۔

بریرہ نے اپنے ہاتھوں کی مدد سے اپنے آپ کو آزاد کروانا چاہا لیکن ناکام رہی۔ایک طرف لیے جا کر اس کے منہ پر رومال رکھا۔اسے اپنی آنکھوں کے سامنے دنیا گھومتی ہوئی نظر آئی اور کچھ ہی پلوں میں وہ اس شخص کے بازوں میں بے ہوش ہو گئی۔

"بریرہ۔۔۔بریرہ... بری۔۔بری"نرمین بیگم نے بریرہ کو مخاطب کیا لیکن کوئی ردِ عمل نہ پا کر انہوں نے اس جگہ دیکھا جہاں تھوڑی دیر پہلے بریرہ ان کے ساتھ کھڑی تھی۔

وہاں کسی کو نہ دیکھ کر وہ بوکھلاہٹ کے مارے چیخی اور دکان میں ادھر ادھر دیکھنے لگی۔یہ خیال ہی سوہان روح تھا کہ بریرہ وہاں کہی نہیں تھی۔

"میم۔۔۔ میم پلیز"ایک لیڈی ور کر نے آگے ہو کر نرمین بیگم کو سنبھالنے کی کوشش کی۔وہاں موجود لوگ نرمین بیگم کو دیکھ رہے تھے جو کہ ہزیانی کیفیت میں ادھر ادھر بریرہ کو ڈھونڈ رہی تھی۔

"میری بیٹی۔۔۔ یہاں ابھی میری بیٹی تھی۔۔میرے ساتھ۔۔آ۔۔۔آپ پولیس کو کال کریں جلدی"نرمین بیگم نے ہزیانی کیفیت میں ور کر سے خود کو آزاد کیا اور پھر جلدی سے انہیں پولیس کو کال کرنے کا کہہ کر خود فون نکال کر کسی کو کال کرنے لگی۔

"حمدان۔۔حمدان میری بیٹی"نرمین بیگم نے دوسری طرف فون اٹھانے پر روتے ہوئے اطلاع دی۔حمدان ان کے بھائی کا اکلوتا بیٹا تھا۔وہ ایک بزنس مین تھا۔

آنسوان کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔ بار بار بریرہ کو خیال آرہا تھا۔ وہ اس کی حفاظت نہیں کر سکیں۔ وہ بریرہ کی مامس سے کیا بریرہ کی حفاظت کا وعدہ پورا نہیں کر سکی وہ سے نہیں بچا سکی۔

"آنٹی۔۔آنٹی آپ کہاہیں اس وقت ؟" دوسری طرف جو حمدان نے مسکراتے ہوئے فون اٹھایا تھا لیکن نرمین بیگم کی بات سننے کے بعد اس کی مسکراہٹ سمٹی اور جلدی سے ان سے پوچھا کر اپنا والٹ اور کیز اٹھا کر باہر کی طرف بھاگا۔

جس پر انہوں نے ساری روداد اس کے گوش گزار دی۔ حمدان نے انہیں تسلی دیے کر گاڑی زن سے بھگالی۔ ڈرائیونگ کے دوران وہ پولیس میں موجود اپنے دوست سلیمان کو کال کر رہا تھا۔ اسے ساری بات بتا کر جلدی سے بریرہ کو ڈھونڈنے کا کہا تھا۔

گاڑی تھوڑی دیر بعد مال کے باہر روکی تو حمدان جلدی سے اندر کی جانب بھاگا۔ وہاں ایک دوکان کے باہر پولیس کی وردی میں ملبوس لوگ کھڑے تھے۔

حمدان جلدی سے اس طرف بڑھا۔ اندر ایک طرف نرمین بیگم خاموش بیٹھی آنسو بہا رہیں تھیں۔ حمدان نے آگے بڑھ کر انہیں اپنے ساتھ لگایا۔ اسی اثناء میں حمدان کا دوست سلیمان اس کی طرف بڑھا۔

"حمدان تم آنٹی کو لے کر گھر جاؤں۔۔ اگر کچھ تفتیش کرنی ہوئی تو میں تمہیں بتادوں گا" حمدان نے نرمین بیگم کو سہارا دیے کر کھڑا کیا اور اس کے کہنے پر مصافحہ کرتا ہوا انہیں لے کر گھر چلا گیا۔

www.novelsclubb.com

گھر پہنچ کر حمدان نے انہیں ان کے کمرے میں لیٹایا اور انہیں آرام کرنے کی تلقین کرتا باہر نکل گیا۔ لیکن وہ خاموش آنسو بہاتی رہیں

دوسری طرف بریرہ نے جب آنکھ کھولی تو اس کا سر بکت بھاری ہو رہا تھا۔ آہستہ آہستہ جب دماغ نے کام کرنا شروع کیا تو وہ خود کو ایک انجان جگہ پر دیکھ کر اس کے ہتھیلی پسینے سے تر ہوئی تھی۔ اس نے کمرے چاروں اطراف نظریں دوڑائیں تو اندھیرا ہونے کے باعث کچھ واضح نہ ہو سکا۔

اس نے اٹھنے کی کوشش کی تو خود کو رسیوں میں جکڑے محسوس کر کے اس کے ہوش اڑے۔ اچانک باہر سے کچھ لوگوں کے بولنے کی آوازیں بلند ہوئیں۔ اسے ان کی کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ اچانک دروازا کھولا کر کوئی اندر داخل ہوا۔

www.novelsclubb.com

"کیا حال ہے کزن" آنے والے کی مردانہ آواز کمرے میں گونجی تھی۔ اس آواز کو پہچان کر اس کے سر پر ساتوں آسمان یک بعد دیگرے گرے۔

"کہاہیں سر" پلوشہ نے فائل پکڑے آفس میں ملازم سے پوچھا۔آوازاتنی تھی کہ بمشکل اسے خودسنائی دی۔ جس پراس نے زیاد کے روم کی طرف اشارہ کیا۔وہ بمشکل اپنی مسکراہٹ دباتی آفس میں داخل ہوئی۔

زیادجو کہ فائلز میں سردیے کام کرنے میں مصروف تھادروازاکھولنے پر سراٹھاکر آنے والے کودیکھا۔سامنے پلوشہ کودیکھ کراسے خود کودیاجانے والاکھڑوس کالقب یادآیا۔ ایک نظراسے دیکھ کروہ دوباراسے کام میں مصروف ہوگیاگویاپلوشہ کواگنورکیا۔

"زیادیہ وہ فائل" پلوشہ نے فائل ٹیبل پر رکھی۔

"ٹھیک ہے مس پلوشہ صدیقی آپ جا سکتیں ہیں" زیاد نے مصروف سے انداز میں جواب دیا۔اسی وقت ایک لڑکی مغربی طرز کے لباس میں ملبوس میک اپ سے اٹے چہرے کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئی۔

"سر یہ فائل دیکھ لیں۔۔ سر وہ راحیل صاحب آئیں ہیں آپ سے ملنا چاہتے ہیں" لڑکی نے نیلے رنگ کی فائل زیاد کو پکڑائی اور راحیل صاحب کے آنے کی اطلاع دی۔پلوشہ نے جانچتی نظروں سے اس لڑکی کو دیکھ رہی تھی۔

"ٹھیک ہے سعدیہ آپ جائے اور راحیل صاحب کو اندر بھیجیں" زیاد اس کی طرف پوری طرح متوجہ ہو کر اسے ہدایات دیں۔زیاد کا سعدیہ کی طرف پوری طرح متوجہ ہونا وہ دیکھ چکی تھی اسی لیے اسے چبھتی نظروں سے دیکھا اور پھر راحیل صاحب کے آنے سے پہلے وہ دونوں وہاں سے چلی گئی۔زیاد نے زبیر سے کہہ کر اس دن والا بریگ کیس منگوایا۔

"آئیں راحیل صاحب۔۔ تشریف رکھیں" زیاد نے نارمل سے انداز میں ان کو بیٹھنے کا کہا۔

"زیاد میرا کام پورا نہیں ہوا" راحیل صاحب نے کرسی پر براجمان ہوتے ہوئے سپاٹ لہجے میں دریافت کیا۔

"ڈیل تو کینسل ہو گئی ہے راحیل صاحب" زیاد نے گویا ان کو اطلاع دی۔

"میں نے آپ کو پیسے رؤف صاحب کو مارنے کے لیے دیے تھے زیاد صاحب۔۔۔ ڈیل تو میں خود بھی کینسل کروا سکتا تھا" راحیل کا غصہ سوا ہو رہا تھا۔ رؤف پر راحیل کے کچھ راز افشاں ہو گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"میں مافیا کا آدمی ہوں یا کوئی گنڈا بد معاش ہوں جو لوگوں کو قتل کرتا پھروں راحیل صاحب۔۔۔ آپ کی کمپنی سے اچھے تعلقات تھے اسی لیے میں نے آپ کی مدد کرنے کی

ہامی بھری تھی اگر پیسوں کی بات ہے تو یہ رہے آپ کے پیسے" زیاد نے بغیر کسی لگی لپٹی کے انہیں سنائی اور بریف کیس ان کے سامنے میز پر رکھا۔

"تم مافیا کے بندے تو نہیں لیکن ایک بدنامِ زمانہ گنڈے بادشاہ کے بیٹے تو ہوں نہ۔۔۔اور یاد رکھنا انسان کی خصلت کبھی نہیں مٹتی چاہیے وہ لاکھ شرافت کا چولہ پہن لے" راحیل صاحب ان طنز کا تیر چلایا تھا اور زیاد کو وہ تیر اپنی روح میں اترتا محسوس ہوا تھا۔

"آئندہ آئندہ کبھی مجھے اپنی شکل بھی دیکھائی تم نے تو وہ حشر کروگا کہ سات نسلیں یاد رکھیں گئی" زیاد نے ان کے گریبان سے پکڑ کر کہا اور آخر میں دھکا دیا۔ جس پر وہ لڑکھڑاتے ہوئے گرے اور پھر اٹھ کر بریف کیس لیتے ہوئے باہر نکل گئے۔ان کے جانے کے بعد زیاد نے کمرے کی ہر چیز تحس نحس کر دی۔

جس ماضی سے وہ پیچھا چھڑوانا چاہتا تھا جب اسے لگتا کہ اب شاید ماضی کی کوئی تلخی اس کے سامنے نہیں آئے گئی تب ہی اس کا اندازہ غلط ثابت ہوتا اور ماضی اپنے پورے قد و قدامت کے ساتھ اس کے سامنے کھڑا ہو جاتا۔

LRI☆☆LRI☆☆LRI☆

"ماما میں فرینڈز کے ساتھ جا رہی ہوں" گرے لونگ شرٹ کے ساتھ کریم کلر ٹراؤزر دیے ریدا موبائل میں مگن مسز روف کو اطلاع دی جس (look پہنے نو میک اپ لوک(پر انہوں نے اسے جلدی آنے کی تاکید کی۔

www.novelsclub.com

"آہ۔۔۔اندھے ہو۔۔۔دیکھ کر نہیں چل سکتے"ریدا موبائل میں پوری طرح مگن باہر جا رہی تھی یہی وجہ تھی کہ داخلی روش پر سامنے سے آنے والے وجود کو دیکھ نہ سکی اور اس سے بری طرح ٹکرائی۔

"میڈیم موبائل کی دنیا سے باہر نکل کر دیکھیں تو آپ کو کچھ نظر آئے۔۔۔بائے داوے انکل رؤف کدھر ہیں"طلحہ نے اسے کے موبائل میں مگن ہونے پر چوٹ کی اور پھر اس کے چہرے پر نظریں جمائے رؤف صاحب کے بارے میں دریافت کیا۔

"آپ ہیں کون اور پاپا سے آپ کو کیا کام؟؟"ریدا نے اپنی بڑی بڑی کالی آنکھوں کو چھوٹی کر کے تفتیشی انداز میں پوچھا جس پر طلحہ نے اسے سر تا پیر گھورا۔

"آپ کا رشتہ مانگنا ہے۔۔۔اب بتائیں گئی کہ انکل کدھر ہیں"طلحہ نے اس کے تفتیشی انداز سے پوچھنے پر کاٹ دار لہجے میں جواب دیا۔جس پر مقابل کا قہقہہ بلند ہوا۔

"ویسے اتنے برے دن نہیں آئے میرے ابھی" ریدا نے ہنستے ہوئے اس کے حلیے کی طرف اس کی توجہ دلائی۔ وہ مجلگے سے حلیے میں بکھرے بال اور سوجی آنکھیں نیز اس وقت وہ بکھرا بکھرا سا لگ رہا تھا۔

طلحہ اپنے حلیے پر نظر ڈال کر اسے ناگوار نظروں سے نوازتا اندر کی طرف بڑھ گیا جس پر ریدا ایک دفعہ پھر کھلکھلا دی اور گلاسز آنکھوں پر لگاتی باہر کی طرف بڑھ گئی جہاں اس کی فرینڈز اس کا انتظار کر رہیں تھیں۔

LRI☆☆LRI☆☆LRI☆

www.novelsclubb.com

راحیل صاحب کے جانے کے بعد زیاد نے پورا کمرہ تحس نحس کر دیا۔ماضی کی تلخ یادیں اس کی کبھی اس کا پیچھا نہیں چھوڑتی تھی۔

جب بھی اسے یہ احساس ہونے لگتا کہ شاید اب ماضی کی تلخیوں کے اثار ختم ہو گئے ہیں اب وہ بھی ایک نارمل زندگی جی سکتا ہے تب ہی زندگی اپنا رخ موڑ لیتی اور ماضی کی تلخ یادیں اپنے پورے قدو قامت کے ساتھ اس کے سامنے کھڑی ہوتی۔

کمرے کو تحس نحس کر کے وہ کیز موبائل اور والٹ اٹھاتا تن فن کرتا وہاں سے نکلا اور گاڑی میں بیٹھ کہ گاڑی زن سے بھگالی۔ماضی کی کچھ یادیں اس کے ذہین کے پردے پر لہرائی۔

www.novelsclubb.com

ماضی:

سمیر صاحب کا اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھے۔ سمیر صاحب کی شادی ان کے والدین کی مرضی سے خالدہ بیگم سے ہوئی۔ سمیر صاحب دھیمے مزاج، خدا ترس اور ہر ضرورت مند کی مدد کرنے والے انسان تھے جبکہ خالدہ بیگم مزاج کی تھوڑی تیز تھیں۔

شادی کے چار سال بعد ان کے ہاں بیٹے کی پیدائش ہوئی۔ سمیع ان کی اکلوتی اولاد تھا۔ نہ کوئی چچا نہ تایا۔۔۔ نہ کوئی بہن نہ بھائی۔ ماں بابا اور دادی کا لاڈلا۔ اسی لاڈ پیار کی وجہ سے وہ بگڑ گیا۔

آئے دن اس کے لوگوں کے ساتھ جھگڑے ہوتے تھے۔ وہ سمیر صاحب کے بلکل مختلف تیز مزاج کا تھا اور خدا ترسی اور لوگوں کے ضرورت آنے سے تو اس کا کوئی واسطہ نہ تھا۔

جیسے ہی انہوں نے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تو وہ نے غلط کاموں میں ملوث ہو گئے لیکن کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دی۔ ان کی دوستیاں بھی شہر کے غنڈوں سے ہونے لگی۔

سمیر صاحب نے اس کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن انہوں نے ازلی ہٹ دھرمی دیکھاتے ہوئے ان کی بات ہوا میں اڑا دی۔

خالدہ بیگم نے سمیع کی شادی اس کی مرضی سے اپنی بہن کی بیٹی فاطمہ سے کر دی۔ شادی کے ایک سال بعد اللہ تعالیٰ نے اولادِ نرینہ سے نوازا جس کا نام انہوں نے زیادر کھا۔

زیاد کی پیدائش کے بعد ان کا نام شہر کے بدنامِ زمانہ غنڈوں میں شامل ہو گیا۔ لوگوں میں وہ بادشاہ کے نام سے مشہور ہو گئے۔

www.novelsclubb.com

سب لوگ ان کا احترام کرتے تھے لیکن اس احترام سے زیادہ لوگوں کے دلوں میں خوف تھا۔ بادشاہ ایک سفاک شخص تھا جس کے لیے پیسے سے بڑھ کر کسی چیز کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔

اسی وجہ سے آئے دن زیاد اور فاطمہ کے درمیان جھگڑے ہونے لگے۔ لیکن سمیع کسی کو خاطر میں لائے بغیر اپنے کام میں مصروفِ عمل ہو گیا۔ زیاد جب اپنے والدین کو روز روز کے جھگڑتے دیکھتا تو وہ سہم جاتا۔

فاطمہ نے اس کی تربیت میں کوئی کمی نہ رہنے دی۔ فاطمہ نے سمیع سے یہ کہہ کر پیسے لینے بھی چھوڑ دیے کہ ''مجھے اور میرے بیٹے کو حرام کی کمائی نہیں چاہیے۔۔ چاہیے کم کماؤ لیکن حلال کماؤ۔۔ جس دن حلال کما کر لاؤں گے ہم ماما بیٹا اس دن پیسے بھی لے لیں گئے''

ایک دن اچانک سمیع کہی روپوش ہو گیا۔ لوگوں نے افواہ پھیلا دی کہ وہ مر گیا۔ یہ خبر سن کر خالدہ بیگم بھی اپنے خالق حقیقی سے جا ملی۔ فاطمہ اس دن سے بیمار رہنے لگی۔ کمزور تو وہ پہلے بھی تھیں لیکن اس خبر کے بعد وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گئی۔

وقت اپنی رفتار سے گزرتا گیا۔زیاد بھی بڑا ہو گیا۔سب لوگوں نے بادشاہ کو مرا ہوا تسلیم کر لیا۔ایک دن اچانک فاطمہ کے سینے میں تکلیف اٹھی اور پھر اسے ہسپتال لیجایا گیا لیکن وہ راستے میں ہی دم توڑ گئیں اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملی۔

زیاد کے سر سے اس دن چھاؤں بھی چھین گئی اور وہ صحیح معنوں میں کھڑی دھوپ میں آ گیا۔پھر زندگی نے اسے لوگوں کا ہر روپ دیکھا۔زیاد نے گمنام سی زندگی جینی شروع کر دی۔

اور پھر اچانک اس کی زندگی نے موڑا اور بادشاہ اس کی زندگی میں واپس آ گیا۔

"کیا لینے آئے ہیں اب واپس"زیاد نے سمیع کو دیکھتے ہوئے غصے سے کہا۔

"میں باپ ہوں تمہارا۔"سمیع نے خشمگیں نگاہوں سے اپنے خوبرو بیٹے کو دیکھا جو کہ دربدر کی ٹھوکریں کھا رہا تھا۔

"اچھا یاد آ گیا آپ باپ ہیں میرے۔۔آپ کے ہوتے ہوئے بھی میں نے یتیموں والی زندگی گزاری تھی۔۔اب بھی یہی سوچ لوں گا کہ میرا باپ مر گیا میرے لیے" زیاد نے سفاک لہجے میں کہا تھا۔

"ایسے نہ کہوں بیٹا۔۔میں تمہیں اپنے ساتھ لیجانے آیا ہوں" بادشاہ نے نم آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے۔

"میں نہیں جا رہا آپ کے ساتھ" زیاد نے غصیلی آواز میں قطعیت سے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

www.novelsclubb.com

"زیاد۔۔زیاد" بادشاہ پیچھے سے چِلاتا رہا لیکن زیاد اسے نظر انداز کیے اندر کمرے کا نوں پر ہاتھ رکھے زمین پر بیٹھا رہا۔

پھر دن بدن بادشاہ کی سرگرمیوں میں اضافہ ہوتا گیا۔ بادشاہ نے کئی بار زیاد سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن زیاد اس کی ہر کوشش ناکام بناتا رہا۔ زیاد نے اپنے دادا سمیر کے بزنس کو دوبارا سے سٹارٹ کیا۔ اور اسے دن رات کی تگ ودو کے ساتھ آسمان کی بلندیوں پر پہنچایا۔

ایک دن ایک پولیس مقابلے میں بادشاہ مر گیا۔ بادشاہ تو مر گیا لیکن اس کی ذات سے منسوب برائی اور ذلت ختم نہ ہوئی۔ زیاد ایک بار پھر سے تنہا رہ گیا۔

اور پھر پلوشہ اس کی زندگی میں آئی۔ زیاد کو وہ کچھ خاص پسند نہیں تھی لیکن آہستہ آہستہ وہ اس کی زندگی میں اپنا مقام بنا چکی تھی۔

حال:

ماضی کی تلخیوں کو یاد کرتے ہوئے اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔آنسوں کو ضبط کرنے کے چکروں میں اس کی آنکھوں میں سرخ ڈورے اتر آئے تھے۔وہ فاطمہ بیگم کی قبر پر بیٹھا نم آنکھوں سے ان کی قبر کو دیکھ رہا تھا۔

"ماما" زیاد نے زیرِ لب دہرایا۔اس کی آواز بہت مدھم تھی۔کچھ دیر وہاں بیٹھنے کے بعد وہ وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔

LRI☆☆LRI☆☆LRI☆

www.novelsclubb.com

"ہیلو کزن" آنے والے کی مردانہ آواز کمرے میں گونجی تو بریرہ کے پاؤں کے نیچے سے زمین سرکی۔ کمرے میں ہلکی ہلکی روشنی تھی۔ دوپہر کے وقت بھی کمرے میں روشنی نہ ہونے کے برابر تھی۔

کمرے میں سوراخوں سے روشنی چھن کر آرہی تھی۔ اس روشنی میں جب آنے والے کا چہرہ واضح ہوا تو بریرہ پر یک بعد دیگرے ساتوں آسمان گرے۔ آنے والا شخص کوئی اور نہیں ان کا ڈرائیور تھا۔

"کیا حال ہے میری کزن کا۔۔ مجھے نہیں پہچانا۔۔ اوہو... چلو کوئی نہیں میں بتاتا ہوں کہ میں کون ہوں" جاوید نے اسے دیکھ کر مصنوعی حیرانی سے کہا اور پھر اپنا تعارف کروانے لگا۔ بریرہ تو گویا پتھر کا مجسمہ بن گئی تھی۔ اس کا چہرا الٹھے کی مانند سفید پڑ گیا۔

"میرا نام فضل دین ہے۔۔۔میں آپ کا پرانا ملازم ہوں... تم مجھے اس نام سے جانتی ہوں لیکن... نہیں نہیں۔۔ نہیں میرا اصل تعارف کچھ اور ہے۔۔میرا نام چوہدری جاوید محمد ہے۔۔میں آپ کے تایا۔۔اوسوری سوتیلے تایا چوہدری شیر محمد کا اکلوتا بیٹا ہوں۔۔اور گاؤں کا اگلا ہونے والا چوہدری" جاوید نے اپنا فلمی انداز میں اپنا تعارف کروا کر اس کے چہرے کو دیکھا جو کہ لٹھے کی مانند سفید تھا۔ایسا لگ رہا تھا کہ اس کے جسم سے خون کا آخری قطرہ تک نچوڑ لیا گیا ہو۔

"ارے ارے۔۔کیا ہوا بیگم صاحبہ۔۔یہ لیں پانی پیئیں" جاوید نے وہاں پڑے جگ سے گلاس میں پانی ڈال کر اس کی طرف بڑھایا جس پر بریرہ سہم کر پیچھے ہوئی تو جاوید نے وہی گلاس اس کے اوپر الٹ دیا۔بریرہ ہڑبڑا کر سکتے سے نکلی۔جاوید کا مکروہ قہقہہ پورے کمرے میں گونجا۔

www.novelsclubb.com

اچانک جاوید نے بریرہ کی طرف اپنے قدم بڑھائے۔اس کی آنکھوں سے بریرہ کو وحشت ہونے لگی۔ بریرہ نے سہم کر اسے اپنی طرف قدم بڑھاتے دیکھا تو جلدی جلدی خود کو رسیوں سے آزاد کروانے کی کوشش کرنے لگی۔

"ارے۔۔ارے فکر نہ کرو کچھ نہیں کروں گا" جاوید نے اسے خود کو آزاد کرتے دیکھ ہنستے ہوئے کہا جس پر بریرہ ٹھٹک کر رکی۔

"تمہاری اس ماں کی سہیلی نے تمہیں تمہارے خون کے رشتوں سے دور کر کے رکھا تھا۔۔۔ چچچچچچ۔۔۔ لیکن دیکھ لوں خون پانی سے گاڑھا ہوتا ہے۔۔۔ڈھونڈ ہی لیا آخر" جاوید نے نفرت سے نرمین بیگم کا ذکر کیا تھا اور آخر میں فخریہ انداز میں کہا جس پر بریرہ نے ایک غصیلی نگاہ اس پر ڈالی۔

نرمین بیگم کے لیے اس کے دل میں نفرت ہی نفرت تھی۔اس وقت جاوید کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ نرمین بیگم کو جان سے مار دیے کیونکہ ان کی وجہ سے بریرہ ابھی تک زندہ تھی۔

"خون پانی سے گاڑھا۔۔ہنہہ۔۔جب اپنوں کا خون سفید ہو جائے تو انسان غیروں میں اپنے تلاش کرتا ہے" بریرہ نے طنز کیا تھا جس پر جاوید کا قہقہہ ایک بار پھر بلند ہوا۔

"ہمممم بات تو ٹھیک کہی" جاوید نے یک دم سیریس ہوتے ہوئے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا جس پر بریرہ نے اسے نحوست سے دیکھا۔جاوید پھر کچھ کہے بغیر وہاں سے اٹھ کر پر سوچ انداز میں کچھ بڑبڑاتا ہوا باہر کی طرف چلا گیا۔

www.novelsclubb.com

بریرہ نے اسے جاتے ہوئے دیکھا اور پھر دل ہی دل میں اس کے چلے جانے پر خدا کا شکر ادا کیا۔اچانک سے اسے نرمین بیگم کا خیال آیا۔تو ایک آنسو اس کی آنکھ سے ٹپک پڑا۔نرمین بیگم نے اسے شروع سے ہی اس کی حقیقت سے آگاہ کر دیا تھا۔

ماضی:

بریرہ ان کی ایک دوست رامین کی بیٹی تھی۔رامین اور نرمین کا گھر ساتھ ساتھ تھا۔دونوں شروع دن سے ہی ساتھ ساتھ رہتی ساتھ کھلتی اور ساتھ ہی سکول جاتی۔آہستہ آہستہ وقت گزرتا گیا اور وقت کے ساتھ ساتھ دونوں کی دوستی بھی گہری ہوتی گئی۔

یونیورسٹی میں فیصل رامین کا ہی کلاس فیلو پسند کرنے لگ پڑا۔اس نے اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا تو رامین نے کائی ردِ عمل نہ دیا۔فیصل نے اپنے گھر والوں سے بات کر کے رامین کے گھر رشتہ بھیجوا دیا۔

www.novelsclubb.com

رامین کے والدین کو رشتہ پسند آیا تو انہوں نے ڈگری مکمل ہونے کے بعد دونوں کی شادی کر دی۔ان کی شادی کے کچھ سال بعد نرمین کی بھی شادی ہوں گئی۔

فیصل اپنے گاؤں کے چوہدری سرور محمد کا بیٹا تھا۔چوہدری سرور نے دو شادیاں کی ہوئی تھی۔ان کی پہلی شادی اپنی مرضی سے خفیہ طور پر کی ہوئی تھی۔

ان کی پہلی بیوی سے ان کا ایک بیٹا شیر محمد بھی تھا۔دوسری شادی ان کی پہلی شادی کے چار سال بعد گھر والوں کی مرضی سے ہوئی۔ان کی شادی کے دو سال بعد اللہ نے انہوں بیٹے سے نوازا جس کا نام انہوں نے فیصل رکھا۔

فیصل کی پیدائش کے بعد وہ کم ہی پہلی بیوی کی طرف جاتے۔وقت بڑی تیزی سے گزرتا گیا اور شیر محمد کی بھی شادی ہو گئی۔ان کے ہاں بھی ایک بیٹا پیدا ہوا۔

جس کا نام انہوں نے جاوید رکھا۔جاوید کی پیدائش کے وقت ہی ان کی بیوی کی وفات ہو گئی۔ان کے اندر فیصل اور سرور محمد کو اکھٹے دیکھ کر لاوا پکتا گیا۔

فیصل کی شادی کے کچھ ماہ بعد ہی ان کی پہلی شادی منظرِ عام پر آ گئی۔ جس کی سب سے بڑی وجہ شیر محمد تھا۔ شیر محمد نے ان کی شادی منظرِ عام پر لے آیا اور سرور محمد سے جائیداد کا مطالبہ کیا جس پر انہوں نے اسے کچھ نہ دیا۔

فیصل اور رامین کی شادی کے ایک سال بعد ان کے ہاں بریرہ کی پیدائش ہوئی۔ تب جاوید تقریباً چار پانچ سال کا تھا۔ شیر محمد نے مختلف منصوبے بنا کر فیصل سے اس کی جائیداد پر قبضہ کر لیا۔ اور پھر ایک دن فیصل کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہوا۔ رامین بیگم ان کے ساتھ ہی تھی۔

www.novelsclubb.com

فیصل صاحب کا موقع پر ہی انتقال ہو گیا۔ رامین بیگم کو جب ہسپتال لیجایا گیا تو وہ بریرہ کی ذمداری نرمین بیگم کو سونپتے ہی وفات پا گئی۔ اس ایکسیڈنٹ کی حقیقت کسی کو نہیں پتہ تھی سوائے شیر محمد کے۔ یہ ان کے پلین کا حصہ تھا۔

شیر محمد نے ان کی تمام جائیداد پر قبضہ کر لیا اور بریرہ کو مارنے کے درپے ہو گئے۔ رامین اور فیصل کی موت کے کچھ مہینوں بعد نرمین بیگم کو حقیقت کا ادراک ہوا تو بریرہ لے کر اپنے شوہر کے ساتھ باہر کے ممالک چلی گئیں۔ کچھ سال بعد شیر محمد نے اس کی تلاش ختم کر دی۔ لیکن جاوید نے نہ کی۔

نرمین بیگم کچھ سال بعد جب واپس آئیں تو ان کے شوہر کا بھی ایک ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو گیا۔ نرمین بیگم کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی تو انہوں نے بریرہ کو ہی اپنی اولاد کی طرح پالا۔

نرمین بیگم نے اپنے جاننے والوں میں بریرہ کو اپنی بیٹی کہہ کر متعارف کراویا۔ جب بریرہ بڑی ہوئی تو نرمین بیگم نے اسے سب حقیقت بتا دی۔ لیکن وہ پھر بھی انہیں ماما کہہ کر پکارتی تھی۔

حال:

ماضی کو یاد کرتے بریرہ کی آنکھیں بھر آئی اسے اس وقت نرمین بیگم بہت یاد آرہی تھیں۔ انہوں نے کبھی اسے خروش تک نہ لگنے دی تھی۔ بریرہ کی زرا سی تکلیف پر وہ تڑپ جاتی۔

دوسری طرف نرمین بیگم بھی بریرہ کو یاد کر کے رو رہی تھیں آنکھیں تو کب کی خشک ہو چکی تھیں لیکن ان کو کسی کل چین نہ تھا۔

ہر گھڑی ہر پل وہ بریرہ کی سلامتی کی دعا کر رہی تھیں۔ وجدان اور پولیس اسے ہر جگہ تلاش کر رہے تھے شام تک بریرہ کا کچھ پتہ نہ چلا۔ وہ دونوں ناکام ہو گئے تھے۔

LRI☆☆LRI☆☆LRI☆

"اسلام و علیکم! آنٹی" طلحہ نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتی مسز رؤف کو دیکھ کر کھڑے ہوتے ہوئے سلام کیا۔ جس پر انہوں نے مسکرا کر اس کے سر پیار سے ہاتھ رکھا۔

تھوڑی دیر پہلے جب وہ اندر آیا تو ملازمہ اسے ڈرائنگ روم میں بیٹھا کر مسز رؤف کو بلانے اندر چلی گئی تھی۔

"کیا حال ہے بیٹا" مسز رؤف اسے جانتی تھی اسی لیے مسکرا کر اس کا حال احوال دریافت کیا۔ جس پر وہ بھی پھیکا سا مسکرا دیا۔

www.novelsclubb.com

"الحمدللہ آنٹی۔۔ آپ سنائیں۔۔۔ آنٹی انکل کہاہیں مجھے ان سے کچھ ضروری بات کرنی تھی" طلحہ نے رؤف صاحب کے بارے میں پوچھا۔

"بیٹا وہ تو کل سے کسی بزنس میٹنگ کے سلسلے میں دوسرے شہر گئے ہوئے ہیں۔۔۔کل تک شاید آجائیں"مسز رؤف نے اسے اطلاع دی جس پر وہ تھوڑی دیر وہاں بیٹھا رہا اور پھر تھوڑی دیر بعد پھر آنے کا کہہ کر وہاں سے چل دیا۔

اگلے دن جو خبر اسے ملی حیرت کا پہاڑ اس پر ٹوٹ پڑا۔اس کی اپنے ماں بابا کے قاتلوں کی تلاش کی جو کڑی کا سرا اس کے ہاتھ آیا تھا وہ سرا بھی اس کے ہاتھ سے سرک گیا کیونکہ رؤف صاحب کی کل واپس آتے ہوئے کار کا بہت برا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔

جس میں ان کی موت واقع ہو گئی تھی۔طلحٰہ اپنی بے بسی پر دل مسوس کر رہ گیا۔اب اسے مما بابا کے قاتل کی تلاش نئے سرے سے دوبارا کرنی پڑنی تھی۔

"سر رؤف صاحب کی کار ایکسیڈنٹ میں چل بسے" دوسری جانب کوئی شخص آفس کا دروازا کھول کر اندر داخل ہوا۔اور بے چینی سے ٹہلتے ہوئے شخص کو اس کی خوشی کی نوید سنائی۔ خبر سن کر راحیل صاحب کا چہرہ کھل اُٹھا۔

"واہ ایک بار میں ہی کام کر دیا۔۔داد دینی پڑے گئی سکندر کے کام کی" راحیل صاحب نے سامنے کھڑے شخص کو دیکھتے ہوئے تعریف کرتے ہوئے کہا جس پر اس نے سر خم کر کے ان کی تاکید کی۔

"چلو اب رؤف کا کام ختم ہوا اب زرا اس بادشاہ کے بیٹے کو بھی دیکھے۔۔ بڑا شوق ہے نہ اسے دوسروں کی کمزوریوں سے کھیلنے کا۔۔۔احمد اس کی کمزوری ڈھونڈوں" راحیل صاحب نے کمینگی سے مسکراتے ہوئے سامنے کھڑے آدمی کو حکم دیا تھا۔ جس پر وہ سر ہلاتا باہر کی طرف چلا گیا۔

"زرا ڈیمو تو دیکھائیں اس زیاد کو راحیل سے پنگا لینے کا۔۔۔میرے گریبان پر ہاتھ ڈالتا ہے۔۔۔چھوڑو گا نہیں"راحیل صاحب نے نحوست سے زیاد کو یاد کیا اور اس فون نکال کر نمبر ملانے لگے۔

"ہیلو سکندر بھئی واہ۔۔۔داد دینی پڑے گئی تمہارے کام کی"دوسری طرف سے کال اٹھاتے ہی سلام دعا کے بعد راحیل نے توصیفی انداز میں مسکراتے ہوئے دوسری طرف موجود شخص کی تعریف کی۔

"میں نے آپ سے کہا تھا راحیل صاحب۔۔۔سکندر کا وار کبھی خالی نہیں جاتا"دوسری جانب ہنستے ہوئے آدمی بولا۔

www.novelsclubb.com

"بلکل بلکل۔۔۔ایک اور کانٹا ہے جو میری راہ میں حائل ہو رہا ہے سکندر۔۔۔تصویر بھیجی ہے۔۔دیکھ لینا" راحیل صاحب نے زیاد کا چہرا تصور میں لاتے ہوئے کہا جس پر دوسری جانب سے سکندر کا قہقہہ بلند ہوا۔

"ارے آپ حکم تو کریں راحیل صاحب۔۔کانٹے کو جڑ سے ہی اکھاڑ دیے گئے۔۔۔بس ایک بار نام بتائیں آپ" سکندر نے ہنستے ہوئے کہا جس پر راحیل صاحب مستقبل کے بارے میں اندازہ لگتے ہوئے ہنس دیے۔

"زیاد نام ہے اس کانٹے کا۔۔۔بادشاہ کا بیٹا" راحیل نے سرسری سے انداز میں کہا جس پر دوسری جانب سکندر کی ہنسی سمٹی۔وہ ٹھٹک کر رکا۔

"کس کا بیٹا؟" سکندر نے جلدی سے پوچھا مبادا اس نے غلط نہ سن لیا ہوں۔

"بادشاہ کا بیٹا۔۔ابھی صرف اسے ہلکا سا جھٹکا دینا ہے" راحیل صاحب نے دوہرایا اور پھر اپنی ہی دھن میں انہیں بتانے لگے۔انہیں اس وقت زیاد سے نفرت محسوس ہو رہی تھی۔

"ارے آپ فکر نہ کریں۔۔ سمجھیں کام ہو گیا" سکندر نے ہنستے ہوئے کہا۔اور پھر الوداعی کلام کر کے فون کاٹ دیا۔

"ارے واہ۔۔۔پہلے صرف سنا تھا کہ دشمن کا دشمن دوست ہوتا ہے۔۔آج دیکھ بھی لیا۔۔۔ارے اور حیم۔۔۔رحیم ادھر آ۔۔۔جا میرے شیر۔۔۔۔جا کر اس شخص کو گولی مار کے اپنا بدلہ لے لے" سکندر نے موبائل کو دیکھتے ہوئے مکروہ قہقہے لگاتے ہوئے کہا اور پھر اپنے سامنے کھڑے ایک ٹانگ سے معذور شخص کو بلا کر اسے زیاد کی تصویر دیکھاتے ہوئے بولا۔۔

"سائیں یہ کون ہے" غنڈوں والے حلیے میں موجود رحیم نے ناسمجھی سے تصویر کو دیکھتے ہوئے کہا جس پر سکندر کے لب مسکراہٹ میں سمٹے۔

"ارے۔۔۔ تیرے دشمن کا بیٹا۔۔۔ کتنی مماثلت ہے باپ بیٹے کے چہرے میں" سکندر نے حیرانی سے اسے دیکھتے ہوئے سرگوشی سے انداز میں کہا جس پر رحیم کی رگیں تن گئیں۔ وہ جانے کے لیے مڑا کہ سکندر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے روکا۔

"دیکھی کہی زیادہ نہ لگ جائے" سکندر نے اسے تاکید کی جس پر وہ کچھ کہے بغیر وہاں سے نکلتا چلا گیا جا پر سکندر کا قہقہہ ایک بار پھر بلند ہوا۔

www.novelsclubb.com

"لے بھئی سکندر آج تیرا بدلہ بھی پورا ہوا" سکندر نے ہنستے ہوئے خود سے ہی سرگوشی کی۔ اس دفعہ اس کی ہنسی میں درد تھا، چھبن تھی۔ وہ تلخی سے مسکراتے ہوئے واپس اپنی کرسی پر بیٹھ کر آنکھ موند گیا۔

☆☆LRI☆☆LRI☆☆LRI☆

روف صاحب کی لاش جب گھر پہنچی تو مسز روف اور ریدا کا رو رو کر برا حال ہو گیا۔

آج ان کو فوت ہوئے ہفتہ ہو چکا تھا. اب تو آنسوں بھی آنکھوں سے خشک ہو چکے تھے۔

طلحہٰ بھی ان کے گھر تعزیت کے لیے گیا تھا۔ جب مسز رؤف نے طلحہ کا تعارف ریدا سے کروایا تو وہ پھیکا سا مسکرا دی.

ہر وقت قہقہوں سے بھرپور زندگی جینے والی ریدا نے لبوں پر قفل لگا لیا۔ ہر وقت یا تو گم سم رہتی یا پھر کمرے میں بیٹھی اپنی اور رؤف صاحب کی تصویریں دیکھتی رہتی۔

"ریدا۔۔۔ کیا ہوا ہے۔۔ سنبھالوں اپنے آپ کو" مسز رؤف نے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے کہا جس پر اس کی آنکھوں میں نمکین پانی نے اپنا ڈیرا جمایا۔

"ماما بابا کیوں مجھے چھوڑ گئے" ریدا نے بھرائی آواز میں پوچھا جس پر مسز رؤف نے اس کے سر پر بوسہ دیا۔ وہ خود کو اپنی بیٹی کے لیے سنبھال چکی تھیں کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ انہیں خود ہی خود کو سنبھالنا ہے۔

"بیٹا ان کی اتنی ہی زندگی تھی۔۔۔ آپ کی ماما ہیں نہ آپ کے پاس۔۔۔ ہممم چلو کھانا کھا لو" مسز رؤف نے اسے اپنے ساتھ لگاتے کہا جس پر وہ پھیکا سا مسکرا دی اور پھر مسز رؤف اٹھ کر اسے جلدی باہر آنے کی تاکید کرتی باہر چلی گئی۔

www.novelsclub.com

"بابا" نم آنکھوں سے فریم میں ریدا کے ساتھ رؤف صاحب کھڑے کسی بات پر مسکرا رہے تھے۔ ریدا نے فریم سائیڈ ٹیبل پر رکھ اور اٹھ کر باہر چلی گئی۔

"ماما کدھر ہیں؟" ریدا نے تھوڑی دیر بعد سیڑھیاں اترتے ہوئے ملازمہ سے پوچھا۔

"جی وہ ڈرائنگ روم میں ہیں۔۔انسپکٹر صاحب آئیں ہیں" ملازمہ اطلاع دیے تو ریدا نے سر ہلا جانے کا کہا اور ڈرائنگ روم کی طرف چل دی۔ڈرائنگ روم کے باہر اس کے قدم انسپکٹر صاحب کی آواز سن کر رو کے تھے۔

"مسز رؤف۔۔رؤف صاحب کا قتل ہوا تھا۔۔ان کا ایکسیڈنٹ جان بوجھ کر کروایا گیا تھا۔۔یہ الگ بات ہے کہ کوئی بھی ثبوت نہیں چھوڑا۔۔لیکن میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ ایکسیڈنٹ نہیں سوچی سمجھی سازش تھی"

"اگر وہ سازش بھی تھی تو انسپکٹر صاحب آپ کے پاس کوئی ثبوت بھی نہیں ہے۔۔۔میں کیسے آپ پر یقین کر لوں"مسز رؤف نے انسپکٹر صاحب کو دیکھتے ہوئے کہا جس پر وہ لاجواب ہو گئے۔

"آپ کے وقت کا بہت شکریہ... مسز رؤف"انسپکٹر صاحب یہ کہہ کر اپنی کیپ سر پر ٹھیک کرتے ہوئے خدا حافظ بول کر چلے گئے۔لیکن اپنے منہ پر ہاتھ رکھے بے یقینی سے سر نفی میں سر ہلا رہی تھی۔اس کے بابا کو کسی نے اس سے چھینا تھا یہ سوچ آتے ہی اس کی آنکھوں سے پھر سے انسوں رواں ہوئے تھے۔

"جس نے میرے بابا کو مجھ سے چھینا ہے۔۔۔اس کی نسلیں تباہ کروں گئی میں۔۔۔ چھوڑوں گئی نہیں"ایک عزم سے ریدا نے اپنے آنسوں ہتھیلی کی پشت کے ساتھ بے دردی سے رگڑے اور سامنے سے آتی مسز رؤف کو دیکھ کر مسکرا دی۔

جب عورت بدلا لینے پر آئے تو نسلیں تباہ کر دیتی ہے اور پھر جب سنوارنے پر آئے تو نسلیں سنوار دیتی ہے۔

☆☆LRI☆☆LRI☆☆LRI

"طلحہ تو آج کل کن چکروں میں ہے ؟۔۔۔تو آفس کیوں نہیں جا رہا ہے"طلحٰہ ابھی ابھی باہر سے تھکا گھر آیا تھا کہ سامنے یزن کو لاونج میں بیٹھا دیکھ کر اپنے کمرے کی طرف جانے لگا کہ پیچھے سے یزن کی آواز گونجی۔وہ جو پیچھے دو ہفتوں سے اس کی پر نظر رکھے ہوئے تھا آج اس سے دو ٹوک بات کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

www.novelsclub.com

"کیا مطلب کن چکروں میں ؟"طلحٰہ نے اچنبھے سے یزن کو دیکھا۔جس پر یزن نے خفگی نے اسے گھورا۔

"یہ جو آج کل تو کرتا پھر رہا ہے۔۔۔اور تو مجھ سے بھی اب چھپائے گا" یزن نے اس کی گزشتہ سرگرمیوں کا حوالہ دیتے ہوئے ایموشنل بلیک میل کرنا چاہا۔

"کچھ نہیں چھپا رہا یار۔۔۔اور کیا کرتا پھر رہا ہوں میں آج کل" طلحہ نے بے زاری سے اس کے پاس ہی صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا اور آخر میں اپنی بھوری آنکھوں کو یزن پر جمائے پوچھا جس پر یزن اس کی طرف مڑا۔

"اب تو جھوٹ بھی بولے گا۔۔۔اپنے پرانے گھر کیا کرنے گیا تھا۔۔۔انکل آنٹی کے بعد سے تم نے وہاں جانا بند کر دیا بلکہ تو نے وہ گھر ہی بند کر دیا۔۔۔اور اب وہ تیرے راحیل ماموں۔۔۔اب ان کے آفس آج کل تو کیوں جا رہا ہے۔۔۔بتا زرا" یزن نے ساری بات اس کے گوش گزاری جس پر وہ ہنس پڑا۔

"ارے واہ۔۔تو نے بتایا نہیں کہ تو آج کل مجھ پر ریسرچ سٹڈی کر رہا ہے"طلحٰہ نے ہنستے ہوئے کہہ کر گویا ناک سے مکھی اڑائی۔

"بات نہ بدل طلحہ"یزن نے تھوڑے سے غصے سے کہا۔ہاں وہ اس کا اچھا دوست تھا وہ جانتا تھا کہ اسے اپنے پرانے گھر میں جانے سے اپنے ماما بابا یاد آتے ہیں۔۔وہ سے دکھ یا تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا اسی لیے آج دوٹوک بات کر رہا تھا۔

"ماما بابا کے قاتل کو ڈھونڈ رہا ہوں"طلحٰہ نے پھیکا سا مسکراتے ہوئے کہا۔اس کی آنکھوں میں نمی ہلکورے لینے لگی لیکن نمی کو آنکھوں کی حدود پار کرنے کی اس نے اجازت نہ دی۔

www.novelsclubb.com

"کیا کہہ رہا ہے تو۔۔تیرا مطلب کہ انکل آنٹی کو قتل کیا گیا تھا؟۔۔۔لیکن تجھے کیسے پتہ کہ سچ میں ہی۔۔۔"یزن نے حیرانی سے پوچھا اور بات ادھوری چھوڑ دی۔اکثر ہم ادھوری

بات کا مطلب پوری بات سے زیادہ اچھے سے سمجھ لیتے ہیں۔اس کی آنکھوں میں نمی دیکھ یزن کے دل کو کچھ ہوا۔ایک وہی تو اس کا بہترین دوست تھا۔

جس پر طلحٰہ نے فقط "ہمم" کہا اور اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔یزن نے کچھ نہ کہا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس وقت اسے تنہائی کی ضرورت ہے۔۔۔جانے اتنے دنوں سے اس نے خود پر کیسے کیسے کڑے پہرے بٹھائے تھے۔۔جانے کیسے۔۔۔

طلحٰہ نے کمرے کا دروازا بند کیا اور وہاں نیچے بیٹھ گیا۔کمرے میں اندھیرا پھیل گیا۔اس نے اپنے گھٹنے سمٹ کر ان کے گرد بازوں سے حصار قائم کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ کہی سے بھی ایک جوان مرد نہیں لگ رہا تھا۔وہ سات سال کا ایک چھوٹا سا بچہ لگ رہا تھا جیسے اندھیرے سے خوف آتا تھا۔یزن نے افسوس بھری نگاہ بند دروازے پر ڈالی اور بجھے دل کے ساتھ وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

LRI☆☆LRI☆☆LRI☆

"میم زیاد سر کو گولی لگی ہے" ناصرہ نے گویا پلوشہ کے سر پر دھماکہ کیا تھا۔پلوشہ بھونچکا سی اسے دیکھ رہی تھی۔کیا زندگی اس قدر بے حس بے رحم تھی۔

"ک۔۔کی۔۔کیا۔۔ہوا۔۔ک۔۔کہہ۔۔۔کہاں ہے وہ" پلوشہ نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر گویا خود کو رونے سے روکا اور گھٹی گھٹی آواز میں پوچھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"جی ابھی تھوڑی دیر پہلے زبیر صاحب کی کال آئی تھی۔۔۔پرائیویٹ ہاسپٹل لے کر گئے ہیں انہیں" ناصرہ نے تفصیل سے آگاہ کیا جس پر پلوشہ بغیر کچھ سوچے سمجھے اپنی گاڑی کی چابیاں اور موبائل اٹھاتی باہر کی طرف اندھا دھند بھاگی۔

گاڑی میں بیٹھ کر جلدی سے زبیر کو کال کر کے ہاسپٹل کا نام پوچھا اور گاڑی فل سپیڈ سے بھاگتی ہوئی پانچ منٹ کے اندر اندر ہاسپٹل پہنچی۔ راستے میں دو تین دفعہ ایکسیڈنٹ ہونے سے بچا تھا۔ بار بار آنکھوں کے سامنے دھند چھا رہی تھی۔

یہ سوچ ہی اس کے لیے موت کے مترادف تھی کہ جو شخص اس کے دل کی اونچی مسند پر ہے۔۔۔ جس شخص کو اس نے اپنے دل کا منصب عطا کیا تھا۔۔ جو شخص اس ک عشق تھا آج وہ زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا تھا۔

آنسوں اس کے گال بھگو رہے تھے۔ ہاسپٹل کی وارڈ کے باہر شیشے سے وہ اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر بلا کا اطمینان تھا۔ زبیر وہاں تھوڑی دور کھڑا نرس سے کچھ بات کر رہا تھا۔

آج بھی وہ پہلے دن کی طرح بے اختیار اسے دیکھ رہی تھی۔اس دن بھی اس کی آنکھوں سے آنسوں رواں تھے۔اب بھی اس کی آنکھوں سے آنسوں رواں تھے۔تب بھی اس کی روح تک زخمی ہوئی تھی۔آج بھی اس کی روح پر کاری وار ہوا تھا۔

زبیر نے اسے کندھے سے پکڑ کر وہاں موجود کرسیوں میں سے ایک پر بٹھایا۔آنسوں اب بھی جاری تھی اور دل۔۔۔دل تو مسلسل اس کے زندہ رہنے کی دعا کر رہ تھا۔

"زیادہ چوٹ نہیں آئی۔۔ گردن کو گولی چھو کر گزری تھی۔دائیں بازو پر چوٹ لگی ہے" زبیر نے اسے تسلی دینے کے انداز میں کہا جس پر اس نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

پلوشہ اور وہ ہمیشہ سے اچھے دوست تھے۔اس کے زیاد کے اتنے قریب آنے کی وجہ بھی پلوشہ ہی تھی۔پلوشہ اس کے کام میں ساتھ دیتی تھی۔بڑی بہن کی طرح ہمیشہ گائیڈ

کرتی۔ایک دوست کی طرح اس کے ساتھ ہنسی مزاق کرتی۔وہ پلوشہ کی زیاد کے برگ میں پسندیدگی سے بھی واقف تھا۔

پلوشہ نے اسے ایک نظر دیکھا اور پھر سر جھکائے خاموش اس کی لمبی زندگی کے لیے دعا کرنے لگی۔

LRI☆☆LRI☆☆LRI☆

"حمدان میری بیٹی کے بارے میں کچھ پتہ چلا"نرمین بیگم نے پرامید چہرے کے ساتھ حمدان سے پوچھا جس پر اس نے مایوسی سے سر نفی میں ہلایا۔نرمین بیگم وہی ڈھے گئیں۔ حمدان نے جلدی سے آگے بڑھ کر انہیں سہارا دیا تھا۔

"حمدان میری بچی" نرمین بیگم نے نم آنکھوں سے بھرائی آواز میں اس کا چہرا دیکھتے ہوئے کہا تھا جس پر حمدان نے ان سے نظریں چرائی تھیں۔

"ہم ڈھونڈ لیں گئے پھپھو" حمدان نے انہیں تسلی دینی کے کوشش کی۔ جس پر وہ ہتھے سے اکھڑی۔

"دو ہفتے۔۔۔ حمدان دو ہفتے ہو گئے میری بری کو کیڈ نیپ ہوئے۔۔ میری بریرہ حمدان۔۔ کچھ نہیں کر سکے تم لوگ۔۔۔ جیسے دیکھے بغیر میرا دن نہیں گزرتا تھا۔۔ آج اسے دیکھے دو ہفتے ہو گئے۔۔۔ تمہیں خدا کا واسطہ ہے حمدان میری بیٹی مجھے ڈھونڈ دوں" نرمین بیگم نے روتے ہوئے کہا اور آخر میں حمدان کے آگے ہاتھ جوڑے۔

www.novelsclub.com

دو ہفتے ہو گئے تھے بریرہ کو کیڈ نیپ ہوئے۔۔ حمدان اور سلیمان ہر طرح سے بریرہ کو ڈھونڈنے کی کوشش کر چکے تھے لیکن ہر طرح سے ناکام ٹھہرے۔ حمدان کی آنکھوں میں انہیں دیکھ کر نمی اتری تھی۔

"سنبھالیں خود کو پھپھو۔۔ میں اور سلیمان پوری کوشش کر رہے ہیں اسے ڈھونڈنے کی" حمدان نے انہیں اپنے ساتھ لگاتے ہوئے تاکید کی۔

"پتہ نہیں میری بچی کس حال میں ہو گی حمدان" نرمین بیگم نے ٹوٹے لہجے میں کہا جس پر حمدان نے انہیں حوصلہ دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"وجدان صاحب باہر آپ کر دوست سلیمان صاحب آئیں ہیں" ملازم نے آکر اطلاع دی تو وہ نرمین بیگم حمدان کا سہارا لیتی اس کے ساتھ باہر کی طرف چل پڑی۔

"کیا ہوا۔۔کچھ پتہ چلا۔۔۔میری بچی کا"نرمین بیگم نے باہر آتے ہی بے قراری سے سلیمان سے استفسار کیا۔

"جی ایک لوکیشن معلوم ہوئی ہے۔۔بس وہاں ہی جا رہے تھے"سلیمان نے کیپ اتار کر ہاتھ میں پکڑتے ہوئے کہا۔

"میں ساتھ چلتا ہوں تمہارے"حمدان نے کہا ہی تھ کہ نرمین بیگم کی بھرائی آواز گونجی" میں بھی ساتھ چلو گی۔"

"پھپھو وہاں خطرہ ہو گا۔"حمدان نے سمجھانا چاہا۔جس پر سلیمان نے بھی اس کی حمایت کی۔

"میں کچھ نہیں جانتی۔۔مجھے میری بچی کے پاس جانا ہے"نرمین بیگم نے اٹل لہجے میں کہا جس حمدان نے سیلمان کو پولیس جیپ میں جانے کا کہااور ان کے پیچھے پیچھے اپنی گاڑی میں نرمین بیگم کے ساتھ لوکیشن کی طرف چل پڑے۔

LRI☆☆LRI☆☆LRI☆

"اپنی اپنی جگہ لو جلدی سے۔۔۔دو لوگ پیچھے کی طرف جاؤں۔۔باقی گھر کے گرد گھیرا تنگ کرو"سلیمان نے مطلوبہ جگہ پر پہنچتے ہی ہدایت جاری کیں۔جس پر سب اپنی بندوقیں تھامے جلدی سے اس کے حکم کی تعمیل کرنے لگے۔

نرمین بیگم حمدان کے ساتھ باہر نکلنے ہی لگی تھیں کہ حمدان نے انہیں باہر آنے سے روک دیا۔ جاپر چار وناچار انہیں گاڑی میں ہی بیٹھنا پڑا۔

گاڑی سے نکلتے ہوئے حمدان نے اپنا پسٹل نکال کر جینز میں اڑسا اور سلیمان کے ساتھ ساتھ اندر کی طرف چل پڑا۔ جب پولیس کے اہلکاروں نے گھر کا گھیرے میں لے لیا تو سلیمان اور حمدان دروازا توڑ کر اندر داخل ہوئے۔

یہ ایک پرانی طرز کا بنا چھوٹا سا گھر تھا۔ نیچے دو کمرے اور کچن اور سیڑھیاں چڑھ کر آگے ایک اوپن روم تھا۔ جو دیکھنے میں کسی چھوٹے بچے کا لگتا تھا۔

www.novelsclubb.com

سلیمان اور حمدان نے اپنی اپنی گَن نکال کر ہاتھ میں محتاط انداز میں پکڑی اور نپے تلے قدم لیتے ہوئے ایک کمرے کا دروازا تھوڑا سا واہ کیا لیکن اس کمرے میں کچھ نہ تھا۔

دونوں نے نظروں کا تبادلہ کیا اور دوسرے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔ دوسرے کمرے کا دروازا واہ کیا تو وہاں بھی کچھ نہ تھا۔ دونوں نے اپنے ہاتھ اپنے پہلو میں گرائے۔

حمدان نے پریشانی سے اپنی کنپٹی سہلائی اور سلیمان کی طرف دیکھا ہی تھا کہ اب؟

تبھی کہی سے اڑتی ہوئی لوہے کی سلاخ آئی اور اس کے بائیں بازو کو چیرتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ حمدان نے بے یقینی سے اپنے بازو کو دیکھا جہاں سے اب خون نمودار ہونا شروع ہو گیا تھا۔

سلیمان نے جلدی سے گن کو آگے کر کے ادھر ادھر نظریں گھمائیں اور اسے حملہ کرنے والا بھی مل گیا۔ وہ وہاں سیڑھیوں کے اوپر موجود اوپن روم میں لیٹا ہوا اب سلیمان کی طرف نشانہ باندھ رہا تھا۔ سلیمان نے دیکھتے ہی دیکھتے فائر کیا جو کہ اس شخص کے سیدھا سر کے درمیان میں لگا۔

تب تک وہ ٹریگر دبا چکا تھا۔اسے گولی لگنے کی وجہ سے بندوق کا رخ تبدیل ہو گیا اور گولی اڑتی ہوئی دوبارا سے حمدان کے پیٹ میں لگی۔ جس پر حمدان نے جلدی سے ہاتھ سے دباؤ ڈال کر خون نکلنے سے روکا۔

سلیمان اس کی طرف بڑھا لیکن حمدان نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔اور پھر بند ہی لمحوں میں سنبھل کر باہر کی طرف قدم بڑھائے کہ اندر سے کسی نے زور سے چیخ ماری۔

سیلمان نے حمدان کی طرف دیکھا اور پھر حمدان اور وہ جلدی سے دوسرے کمرے کی طرف بھاگے۔ حمدان کے ہاتھ خون کی وجہ سے سرخ ہو چکے تھے۔لیکن زخم ابھی تازہ تھا اسی لیے وہ جلدی سے سلیمان کے ساتھ بھاگا۔

کمرے کا منظر دل دہلا دینے والا تھا۔ سامنے ہی بریرہ کی گردن سے خون ابل رہا تھا۔ جاوید وہاں سے بھاگ چکا تھا۔ حمدان نے جلدی سے آگے بڑھ کر اس کا چہرا تھپتھپایا۔ لیکن وہ مہربان کو دیکھ غنودگی میں جانے لگی۔

حمدان اپنا زخم بھلائے اس کا چہرا تھپتھپا رہا تھا۔ سلیمان نے جاوید کے پیچھے جانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ جلدی سے واپس آکر اس نے بریرہ کو دیکھا اور جلدی سے ایمبولینس کو کال کی۔

نرمین بیگم بھی چیخ کی آواز سن چکی تھی۔ اسی وجہ سے دوڑتی ہوئی اندر آئی۔ لیکن اندر کا منظر دیکھ ان کے پاؤں کے نیچے سے زمین سرکی تھی۔ حمدان خون میں لت پت بریرہ کا چہرا تھپتھپا رہا تھا اور ایک ہاتھ کو اپنے پیٹ پر جمائے خون روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔

جلد ہی ایمبولینس وہاں آئی اور بریرہ کو لے کر چلی گئی۔ سلیمان نے حمدان کو اس کی گاڑی میں لیٹا کر نرمین بیگم کو جلدی سے بیٹھنے کا کہا اور گاڑی کو فل سپیڈ میں ہاسپٹل کے راستے پر ڈال دیا۔

باقی پولیس والے بھی گاڑیوں سوار ہوئے اور جلدی سے حمدان کی گاڑی کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ دھول اڑاتی گاڑی نظروں سے اوجھل ہو رہی تھیں۔

LRI☆☆LRI☆☆LRI☆

www.novelsclubb.com

"اب کیسی طبعیت ہے پیشنٹ کی ڈاکٹر" ڈاکٹر باہر نکلے تو پلوشہ جلدی سے ان کی طرف لپکی اور زیاد کے بارے میں پوچھا۔ بے چین نظریں اب بھی کمرے کے دروازے پر تھیں۔

"اب پیشنٹ کی طبیعت ٹھیک ہے گولی نکل دیں ہیں۔۔۔بس خیال رکھیے گا کہ بازو پر زیادہ زور نہیں پڑے"ڈاکٹر اپنے پروفیشنل انداز میں چند ایک ہدایات کر کے وہاں سے چلے گئے۔

ان کے جاتے ہی پلوشہ کے چہرے پر مسکراہٹ در آئی۔ مسکراہٹ کیوں نہ آتی انہوں نے اس کی زندگی کی سب سے خبر سنائی تھی۔وہ زندہ تھا کیونکہ زندگی اور موت کی اس جنگ میں زندگی جیت گئی تھی۔

ہاں اللہ نے اس پر اپنا کرم کیا تھا اسے زندگی عطا کی تھی۔آنکھوں سے آنسوں اب بھی رواں تھے لیکن اب آنسوں خوشی کے تھے۔غموں کے بادل آہستہ آہستہ ختم ہو رہے تھے۔اس نے مڑ کر ایک نظر زیبر کو دیکھا وہ بھی ہلکا سا مسکرا دیا۔

اور پھر پلوشہ نے آگے بڑھ کر شیشے سے سامنے پڑے وجود کو دیکھا جو دنیا جہاں سے بے خبر بے نیاز اطمینان اور سکون سے سو رہا تھا۔پلوشہ نے حسرت سے ہاتھ شیشے پر رکھ کر جیسے اسے محسوس کرنا چاہا ہوں۔

تھوڑی دیر بعد اسے روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔پلوشہ اس کے بیڈ کے پاس ہی سٹول پر بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی۔اس کے ماتھے پر ہمیشہ کی طرح بکھرے بالوں کو دیکھ کر آج بھی اس کا دل چاہا آگے بڑھ کر انہیں مزید بکھر دیے۔

اپنے دل کی خواہش کی تکمیل کے لیے اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر اس کے بکھرے بالوں کو مزید بکھرا تھا۔اور وہ کھلکھلائی تھی۔کچھ دن اسے ہاسپٹل میں رکھا تھا اور پھر زیاد کے مسلسل کہنے پر زبیر نے تین دن بعد ڈسچارج لے لیا تھا۔

اس کی گردن کا زخم مندمل ہو گیا تھا لیکن بازو پر گہری چوٹ آئی تھی۔ جس کی وجہ سے ڈاکٹر نے سختی سے اسے ہلانے سے منع کیا تھا اور تقریباً دو یا تین ہفتوں کا بیڈ ریسٹ کا کہا۔

جتنے دن زیاد ہاسپٹل رہا پلوشہ اس کے ساتھ وہاں اس کی تیمارداری کرتی رہی۔ زیاد کو الجھن ہو رہی تھی لیکن وہ اس کی بات کو نظر انداز کیے اپنا کام کرتی کیونکہ ڈاکٹر صاحب کی ہدایات پر سختی سے عمل کرنا تھا اور زید کو وہ جانتی تھی لاپرواہی سے کام لے گا جس کی وجہ سے زخم اور بگڑ جائے گا۔

گھر آنے کے بعد بھی پلوشہ اس کی ہر ضرورت کا خیال رکھتی۔ زبیر اور پلوشہ مل کر اس کی دیکھ بھال کر رہے تھے۔ پلوشہ کا گھر زیاد کے گھر سے آدھے گھنٹے کی مسافت پر تھا۔

زبیر ایک اپارٹمنٹ میں رہتا تھا لیکن آج کل زیاد کے ساتھ ہی رہ رہا تھا۔ ابھی بھی پلوشہ اس کے مرہم لگا رہی تھی لیکن زیاد کو سخت کوفت ہو رہی تھی۔

گردن پر اب صرف نشان تھا اور لیکن بازو میں ابھی درد رہتا تھا۔آج ایک ہفتے بعد پلوشہ اور زبیر کی کیئر کی وجہ سے زخم مندمل ہو گئے تھے لیکن دائیں بازو پر پلاسٹر تھا۔

"تم کیوں کر رہی ہوں۔۔۔میں خود کر لوں گا"زیاد نے جھنجھلائے ہوئے انداز میں پلوشہ کے ہاتھ کو جھڑکا اور اس کے ہاتھ سے مرہم لینا چاہا جس پر پلوشہ نے تنی ابرو سے اسے دیکھا اور مرہم والا ہاتھ پیچھے کیا۔

"آرام سے بیٹھو۔۔میں لگا رہی ہوں نہ"پلوشہ نے اس کے ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے پیچھے کیا اور پھر اس کے بازو پر مرہم لگانے لگی۔

www.novelsclub.com

"تم کیوں کر رہی ہوں ایسے" زیاد نے اس کے چہرے پر نظریں جمائے کھوئے کھوئے سے لہجے میں پوچھا جس پر پلوشہ نے مرہم لگاتا ہاتھ روک کر مسکراتے ہوئے اسے دیکھا اور آہستہ سے بولی۔

"دنیا سے کہیں دور

میرے تخیل تک چلو

تو یہ جان سکو

محبتوں کا ایک خوبصورت جہاں ہے

" 💔 جس کے تم اکلوتے وارث ہو

www.novelsclubb.com

مرہم لگ چکا تھا۔پلوشہ نے دوائیوں کا ڈبہ سمیٹا اور نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے اسے ایک نظر دیکھ کر باہر چلی گئی۔زیاد خاموش کچھ دیر دروازے کو دیکھتا رہا جہاں سے وہ ابھی ابھی گزر کے گئی تھی۔

وہ اس کی پسندیدگی سے واقف تھا لیکن وہ اس پسندیدگی سے آگے محبت کے در پر کھڑی ہے اسے یہ اندازہ نہ تھا۔ زبیر نے پولیس میں رپورٹ بھی کروادی تھی۔ لیکن کچھ نہیں ہاتھ آیا۔ پولیس دن رات ملزم کی تلاش کر رہی تھی۔ زبیر بھی اپنے طریقے استعمال کر رہا تھا لیکن کچھ حاصل نہ ہوا۔

LRI☆☆LRI☆☆LRI☆

www.novelsclubb.com

"صاحب جی کوئی بی بی باہر آئی ہے۔۔اپنا نام ریدا رؤف بتا رہی ہے۔۔۔آپ سے ملنا چاہتی ہیں۔" کانسٹیبل نے آکر آفس میں انسپکٹر صاحب کو اطلاع دی۔ جس پر انہوں نے اسے اندر بھیجنے کا کہا۔ کچھ دیر بعد ریدا کمرے میں داخل ہوئی۔

"اسلام و علیکم انسپکٹر صاحب! میرا نام ریدا ہے۔۔ریدا رؤف" کالے سن گلاسز لگائے بلیو کلر کی قمیض کے ساتھ سفید شلوار پہنے ہم رنگ دوپٹہ سر پر ٹکائے ریدا نے آفس میں داخل ہوتے ہی اپنا تعارف کروایا جا پر انسپکٹر صاحب نے اسے بیٹھنے کا کہا اور کانسٹیبل کو جانے کا اشارہ کیا۔

"جی کہیے کیا مدد کر سکتا ہوں میں آپ کی؟" انسپکٹر صاحب نے بازو میز پر رکھتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو باہم ملا کر پوچھا۔

"کچھ دن پہلے آپ ہمارے گھر آئے تھے اور آپ نے کہا تھا کہ

میرے ڈیڈ کا ایکسیڈینٹ نہیں قتل ہوا ہے۔۔تو یہ کہ۔۔۔۔میں جاننا چاہتی ہوں کہ آپ نے کس بنا پر یہ کہا تھا" ریدا نے سنجیدگی سے کہا تھا۔وہ کہی سے بھی انیس سالہ لڑکی نہیں لگ رہی تھی۔اس وقت وہ اپنی عمر سے بڑھی سنجیدہ سی لگ رہی تھی۔

"جی کہا تھا۔۔۔اور میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کا کار ایکسیڈنٹ ایک سوچی سمجھی سازش تھی۔" انسپکٹر صاحب نے آرام سے کہا تھا۔ ریدا نے اچنبھے سے انہیں دیکھا تھا۔ وہ اتنی بڑی بات بغیر کسی ثبوت کے کہہ رہے تھے۔

"میں جائے وقوعہ کا معائنہ کرنا چاہتی ہوں" ریدا نے ان کی بات نظر انداز کر کے جائے وقوعہ پر جانے کا کہا تھا۔ جو کہ شاید اس کی زندگی کی بڑی غلطی ثابت ہونے والی تھی۔

تھوڑی دیر بعد ایک پولیس جیپ اور ایک کالے رنگ کی گاڑی پولیس سٹیشن کی حدود سے نکل کر دھول اڑاتی ہوئی اپنی منزل کی طرف رواں تھیں۔

LRI☆☆LRI☆☆LRI☆

"یہ ہے وہ جگہ جہاں رؤف صاحب کا ایکسیڈینٹ ہوا تھا۔" انسپکٹر صاحب نے جائے وقوعہ پر ریدا کو لے کر آئے تھے۔ شام کا اندھیرا پھیل رہا تھا۔ ریدا نے تھوڑا قریب ہو کر نم آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔

یہ علاقہ قدرے ویران تھی لیکن یہاں سے کچھ آگے جا کر آبادی تھی۔ کچھ پل ریدا اس جگہ کو نم آنکھوں سے دیکھتی رہی۔ ریدا نے جب کچھ پوچھنے کے لیے واپس مڑ کر دیکھا تو وہاں نہ پولیس انسپکٹر تھا اور نہ ہی کوئی حوالدار۔

ریدا نے ادھر ادھر نظریں دوڑائی تو وہاں دور دور تک کوئی نہ تھا۔ ریدا گاڑی کی طرف بڑی تو اچانک نظر ٹائر پر پڑی تو اس کے ٹائر پنکچر تھے۔ اب یہاں کوئی بھی نہیں تھا تو گویا وہ کسی سازش کا شکار ہو چکی تھی۔

اب شام کے اندھیرے گہرے ہونے لگے تھے۔ابھی وہ اسی کشمکش میں تھی کہ ایک طرف سے غنڈے نما پانچ لوگ اس طرف آئے۔

"ارے واہ یار۔۔۔ سیٹھ نے اتنا خوبصورت مال کو مارنے کا کہا ہے۔۔ چل اپنے انداز سے اسے مارتے ہیں"ان میں سے ایک خباثت سے بولا۔اس کی غلیظ نظریں ریدا کے چہرے پر ٹکی تھی۔

"سیٹھ اور اس راحیل کو کیا کہوں گئے"ان میں سے ایک نے فکر مندی سے پوچھا۔

"ڈرتا کیوں ہے۔۔۔انہوں نے مارنے کا کہا تھا۔۔مارنے کا طریقہ نہیں بتایا تھا"ان میں سے ایک نے آنکھ ونک کرتے ہوئے کہا جس پر اس کی بات کا مطلب سمجھ کر سب کے منہ سے قہقہہ بر آمد ہوا۔وہاں کھڑی ریدا نے ان کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے اپنے قدم آہستہ آہستہ پیچھے کی جانب بڑھائے۔

"کدھر چلی" ایک نے آگے بڑھ کر ریدا کا ہاتھ تھامنا چاہا تو وہ جلدی سے ریدا نے سڑک کی دوسری طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ بھاگنے میں ایڑی والی جوتی کی وجہ سے اسے مشکل ہو رہی تھی۔ ریدا نے بھاگتے بھاگتے اپنے پاؤں جوتی سے آزاد کیے اور پوری قوت سے بھاگنے لگی۔

"ارے چھمک چھلو کدھر چلی۔۔رک ذرا" اس کے پیچھے آدمی نے بھاگتے ہوئے آواز دی۔ جس پر اس نے اپنی رفتار اور تیز کر لی۔ دوڑ دوڑ کر اس کے پاؤں اب درد کرنے لگے تھے۔ آبادی اس کی پہنچ سے تھوڑی ہی دور رہ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

ریدا نے بھاگتے ہوئے اس آبادی میں چلی گئی۔ وہاں چھوٹے بڑے گھر موجود تھے۔ ریدا ایک دو مختلف گلیوں سے ہوتے ہوئے اندھیرے کی وجہ سے ان کی نظروں میں آئے بغیر ایک گھر میں گھس گئی۔ گھر پرانی طرز کا بنا ہوا تھا۔

باہر سے دیکھنے میں عام گھروں کی طرح تھا جبکہ اندر سے وہ بہت ہی نفاست سے سیٹ کیے جانے کی وجہ سے بے حد خوبصورت معلوم ہوتا تھا۔

ریدا دروازا بند کر کے ایک طرف موجود کمرے کی طرف بھاگی۔کمرے میں پہنچ کر اس نے اندر سے دروازا بند کر لیا۔اس وقت وہ بہت ڈری ہوئی تھی۔دروازا بند کر کے وہ بیڈ کے دوسری طرف جا کر چھپ کر بیٹھ گئی۔

ریدا کافی دیر وہاں ڈر کر بیٹھی رہی۔اسے یہی لگ رہا تھا کہ ابھی وہ کہی سے آجائے گئے اور اسے لے جا کر مار دیے گئے۔تھوڑی دیر بعد وہاں موجود بیڈ پر ہل چل ہوئی شاید کسی وجود نے کروٹ لی تھی۔

ریدا نے ایک زوردار چیخ ماری جس پر اس وجود نے آنکھیں کھول کر سامنے دیکھا تو سامنے کا منظر انتہائی غیر متوقع تھا۔ سامنے ایک لڑکی کھڑی اپنے ہاتھوں کو اپنے منہ پر سختی سے جمائے کھڑی تھی۔

بکھرے بال، کندھے پر جھولتا کوئی اور ہی کہانی بیان کر رہے تھے۔ طلحہ نے جلدی سے اسے دیکھا تو پہچان گیا وہ ریدا تھی۔ رؤف انکل کی بیٹی۔ طلحٰہ اپنے ماما بابا کے گھر آیا تھا۔ آج اسے ان کی بہت یاد آ رہی تھی۔

ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی وہ سویا تھا کہ کسی کے چیخنے کی وجہ سے اس کی آنکھ کھولی تھی۔ ریدا بھی طلحہ کو پہچان گئی تھی۔ طلحہ جلدی سے اٹھ کر کھڑا ہوا۔ پاس پڑے جگ سے اسے پانی گلاس میں ڈال کر پینے کے لیے دیا۔

ریدا نے جلدی سے پانی کا گلاس پکڑا اور ایک ہی سانس میں پانی پی گئی اور وہی بیڈ پر بیٹھ گئی۔ طلحہ وہاں سے اٹھ کر باہر چلا گیا۔ کچھ دیر بعد ریدا کی طبیعت سنبھالی تو طلحہ کمرے میں واپس آیا۔

"کیا ہوا تھا؟" طلحہ نے دروازے کے پاس کھڑے ریدا سے پوچھا تھا جو کہ اب کافی حد تک سنبھال چکی تھی۔

"کچھ غنڈے میرے پیچھے پڑ گئے تھے۔۔ مجھے مارنا چاہتے تھے" ریدا نے سامنے غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائے بتایا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کون لوگ تھے وہ؟" طلحہ نے ایک اور سوال کی تھا۔

"کسی سیٹھ اور راحیل۔۔راحیل انکل۔۔۔ان کے آدمی تھے وہ۔۔انہوں نے۔۔۔ انہوں نے مجھے مارنے بھیجا تھا" ریدا نے جلدی جلدی میں بتایا تھا۔

"تم کیسے کہہ سکتی ہوں کہ راحیل ماموں نے ہی انہیں بھیجا تھا" طلحہ نے آنکھیں چھوٹی کر کے اس سے پوچھا۔

"ان۔۔میں سے ا۔۔۔ایک شخص نے ان کا نام لیا تھا" بریرہ نے یاد کرتے ہوئے جواب دیا جس پر طلحہ خاموش، کچھ بھی بولے بغیر قدم باہر کی طرف بڑھا گیا۔ جبکہ وہ کسی گہری سوچ میں محو ہو گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

تھوڑی دیر بعد جب ریدا کی طبیعت سنبھل گئی تو وہ اسے اس کے گھر چھوڑ کر واپس اپنے گھر آیا تھا اور اپنے بابا کی الماری کھول کر انکی چیزیں دیکھنے لگا۔

اچانک اس کی نظر الماری کی ایک حصے پر پڑی جس کا رنگ الماری کے رنگ میں تھوڑا سا فرق تھا۔ طلحہ نے ہاتھ بڑھا وہاں سے کپڑے ہٹا کر اس جگہ کو دیکھا تو وہ کوئی خفیہ کیبنٹ تھا۔ طلحہ نے اسے کھولنا چاہا تو تھوڑی سی جدوجہد کے بعد وہ کھول گیا۔

ان بہت سی ڈائریز پڑی ہوئی تھیں۔ طلحہ نے نم آنکھوں سے انہیں باہر نکال کر دیکھا تو وہ ساری طلحہ کے والد شمس کی تھیں۔ انہیں ڈائری لکھنے کا شوق تھا۔ طلحہ نے ساری ڈائریز نکالی اور بیڈ پر بیٹھا پڑھنے لگ گیا۔

LRI☆☆LRI☆☆LRI☆

www.novelsclubb.com

بریرہ اور حمدان کے زخم ایک ہفتے کے اندر کافی حد تک ٹھیک ہو چکے تھے۔ سلیمان جاوید کو ہر جگہ ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا تھا۔ یہ بات اسے کھل رہی تھی کہ گھر کو گھیرے میں لینے کے بعد بھی وہ کیسے بچ کر نکل گیا۔

حمدان ایک ہی ہفتے میں کافی بہتر ہو گیا تھا جبکہ بریرہ ابھی کمزور تھی۔

جاوید نے اسے دو ہفتوں میں کھانا صرف چند نوالے ہی زہر۔ مر کے لیے دیے تھے۔ جاوید نے اسے تڑپا تڑپا کر مارنے کی کوئی کمی نہ چھوڑی تھی۔ وہ اسے طبّی موت کی طرف موت دینا چاہتا تھا۔ لیکن جب حمدان لوگوں نے اسے ڈھونڈ لیا تو اس نے ان پر حملہ کروایا۔

www.novelsclubb.com

بریرہ اور جاوید اسی کمرے کے قدرے اندھیرے گوشے میں تھے۔ جاوید نے اس کے منہ پر سختی سے ہاتھ جما کر اسے بولنے سے باز رکھا لیکن اس نے اس کے ہاتھ پر اپنے دانت

گاڑے اور حلق کے بل چیخی جس پر جاوید نے طیش میں آکر اس کے گردن پر تیز دھار چاقو پھیر دیا تھا۔ خوش قسمتی سے شہ رگ پر کٹ زیادہ گہرا نہ تھا۔

ہاسپٹل سے اب ایک ہفتے بعد اسے ڈسچارج کر دیا گیا تھا۔ بریرہ اور حمدان کا سوچ سوچ کر نرمین بیگم کا دل کٹ رہا تھا۔ نرمین بیگم نے آج حمدان کو ایک ضروری بات کرنے کے لیے بلایا تھا۔ شام میں کھانے کے وقت حمدان گھر آیا تو کھانا کھانے کے بعد نرمین بیگم اسے اپنے ساتھ کمرے میں لے گئیں۔

"حمدان مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی تھی" نرمین بیگم نے اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ حمدان اس وقت کمرے میں موجود ایک سیٹر صوفے پر بیٹھا انہی کی طرف متوجہ تھا۔

"بیٹا میں چاہتی ہوں کہ اب تم شادی کر لوں۔۔۔دیکھو بیٹا کسی اور سے بھی تو شادی کرنی ہے اسی لیے۔۔۔میں چاہتی ہوں کہ تم بریرہ سے شادی کر لوں"نرمین بیگم نے بات کا آغاز کیا۔حمدان کے چہرے کے تاثرات ویسے ہی کے ویسے تھے۔

"میں پہلے بریرہ سے ایک دفعہ بات کر لوں پھپھو؟۔۔۔میں پھر آپ کو جواب دیے دوں گا"حمدان نے مسکراتے ہوئے کہا۔جس پر انہوں نے ہاں میں سر ہلا دیا۔تھوڑی دیر بعد نرمین بیگم سے اجازت لے کر حمدان بریرہ کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

بریرہ کمرے میں بیڈ پر نیم دراز کتاب پڑھنے میں مشغول تھی۔حمدان نوک کر کے اندر آیا۔جس پر بریرہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

حمدان نے ایک نظر اسے دیکھا تھا۔ڈارک پنک کلر کی لونگ شرٹ کے ساتھ بلیک ٹراؤزر ہم رنگ دوپٹے میں اس کا سفید رنگ چاندنی کی ماند چمک رہا تھا۔خوبصورت آنکھیں، باریک ساستواں ناک، گلابی پنکھڑی جیسے ہونٹ نیز وہ اس وقت کوئی اپسر الگ رہی تھی۔

"کیا حال ہے اب؟" حمدان نے نرمی سے اس کی طبیعت کے بارے میں پوچھا جس پر اس نے بس مختصر سا "ٹھیک" ہی کہہ دیا۔

"زخم کیسا ہے؟" حمدان نے ایک مرتبہ پھر پوچھا جس پر پھر سے مختصر سا جواب ٹھیک آیا تھا۔جس کے بعد خاموشی کمرے میں قائم رہی۔گویا حمدان بات کرنے کے لیے الفاظ تلاش رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کبھی محبت کی ہے؟" کچھ دیر بعد کمرے کی خاموشی کو حمدان کی نرم سی آواز نے توڑا تھا۔

"مجھے ڈر لگتا ہے" غیر متوقع سوال پر بریرہ کا غیر متوقع جواب آیا تھا۔ بریرہ نے نظریں جھکائے کہا تھا۔اس کی نظروں میں ڈر کی رمق واضح تھی۔

"کس سے" حمدان نے نرم سے لہجے میں استفادہ کیا جس پر اس نے ایک نظر اٹھا کر دیکھا تھا۔اس کی آنکھیں۔۔۔ہاں اس کی آنکھیں بہت خوبصورت تھیں۔۔ہیزل گرین کلر کی آنکھیں ستواں ناک، عنابی ہونٹ، نفاست سے سیٹ کیے بال اسے اور وجہہ بنا رہے تھے۔

"محبت ہونے سے۔۔کہتے ہیں یہ ایک ایسا راستہ ہے جہاں خاردار راستوں اور کانٹوں کے سوا کچھ نہیں ہے۔۔اگر ایک دفعہ اس راستے کو چن لیا جائے تو واپسی ممکن نہیں۔۔۔کہتے ہیں محبت دکھ دیتی ہے" بریرہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ٹرانس کی کیفیت میں اپنا خدشہ ظاہر کیا تھا۔وہ ایک ساحر تھا۔کم از کم بریرہ کو اس وقت وہ یہی لگا تھا۔

"محبت دکھ نہیں دیتی

اگر بے غرض ہو جذبہ

اگر پاک ہوں رشتہ

اگر منزل بنے رستہ

اگر چاہت کے پردے میں

کوئی لالچ نہ ہو لپٹا

اگر تم سونپ دو سب کچھ

صلے میں کچھ نہیں مانگو

اگر سودا نہ ہو کوئی

www.novelsclubb.com

محبت بس محبت ہوں

تو محبت دکھ نہیں دیتی!!!"

حمدان کی نرم سی آواز کمرے میں گونجی تھی۔ بریرہ اس کی اس کے چہرے کو دیکھتی رہ گئی۔

"کیا آپ نے کبھی محبت کی ہے؟" سوال بے اختیار کیا تھا بریرہ نے۔ جس پر حمدان ایک پل کے لیے ٹھٹک گیا۔

"کیا جواب دینا لازمی ہے؟" حمدان نے بریرہ کے چہرے پر نظریں جمائے پوچھا جس پر وہ جلدی سے ہاں میں سر ہلا کر نفی میں سر ہلانے لگی۔ ناچاہتے ہوئے بھی حمدان کے لب مسکرائے تھے۔

www.novelsclubb.com

"نہیں کی۔۔ شاید اب کرنے لگ جاؤں" حمدان اخر میں خود کلامی کرتا ہوا باہر چلا گیا۔ جس پر بریرہ نے نا سمجھی سے اسے جاتے دیکھا اور پھر سر جھٹک کر اپنے کام میں

مشغول ہو گئی۔ حمدان کو اپنا جواب مل چکا تھا۔ اسی لیے جاتے ہوئے وہ نرمین بیگم کو 'ہاں' میں جواب دیے گیا تھا۔

LRI☆☆LRI☆☆LRI☆

"رحیم انتظام پورا ہے۔۔اور وہ کام ہو گیا؟'' سکندر نے سامنے کھڑے معذور شخص کو دیکھتے سخت لہجے میں پوچھا تھا۔ وہ نرم تھا لیکن کام کے معاملے میں بہت اصول پرست اور سخت تھا۔

www.novelsclubb.com

"جی سائیں" راحیم نے بمشکل گلے کو تر کرتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا تھا کیونکہ اگر سکندر کو پتہ چل جاتا کہ کام پورا نہیں ہوا تو یا تو یہاں راحیم کی لاش موجود ہوتی یا ان پانچ بندوں کی۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ چلو آج فارم ہاوس جانا ہے۔۔ وہاں کے انتظامات دیکھ لینا۔۔ آج بڑی ڈیل ہونے جا رہی ہے" سکندر تنبیہ کرتا ہوا باہر چلا گیا۔ جس پر وہ جلدی سے سٹیک کی مدد سے چلتا ان کے پیچھے چل پڑا۔

"آدمیوں کو الرٹ رکھنا۔۔۔ کوئی بغیر اجازت اندر نہ آئے" گاڑی سے نکلتے ہوئے سکندر راحیم کو دوبارا تنبیہ کرتا اندر کی طرف بڑھ گیا۔

www.novelsclub.com

"ارے میرے شیر۔۔کیسے آیا تو" سکندر نے اپنے کمرے میں آکر دروازا بند کیا تو سامنے کھڑے وجود کو دیکھ حیرانی اور خوشی کے ملے جلے تاثرات سے کہہ کر اپنی باہیں پھیلائیں تھیں۔جاپر سامنے کھڑا وجود آگے بڑھ کر سکندر کے گلے لگا۔

"بابا۔۔کیسے آتا ہوں میں" جاوید نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔

"ہمیشہ کی طرح۔۔۔بنا چاپ کیے۔۔تاکہ کسی کو۔۔۔۔پتہ نہ چلے" شیر محمد عرف سکندر نے مسکراتے ہوئے کہہ کر آخر میں وقفہ دیا جس پر جاوید بھی ساتھ بول پڑا۔اور پھر کمرے میں مشترکہ قہقہہ بلند ہوا۔

www.novelsclubb.com

"چلو جلدی تیار ہو جاؤں۔۔ڈیلر بھی آنے والے ہوں گئے۔۔۔اس دفعہ ان کے ساتھ ایک خاص مہمان بھی آئے گا۔۔۔تم سے خاص ملانے کے لیے انہیں میں نے بلایا ہے۔۔۔جلدی سے تیار ہو جاؤں۔۔۔سکندر کے بیٹے لگنے چاہیے ہوں تم" سکندر نے

جاوید کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا جس پر جاوید مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلاتا ہوا اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔ سکندر نے مسکراتے ہوئے جاوید کی پیٹھ کو دیکھا تھا۔

LRI☆☆LRI☆☆LRI☆

پلوشہ اس وقت زیاد کے گھر اس کے کمرے کی بالکونی میں کھڑی باہر کا موسم انجوائے کر رہی تھی۔ آج صبح ہی بارش ہوئی تھی جس کی وجہ سے ہوا میں خنکی موجود تھی۔

ہوا کا ایک سرسراتا ہوا جھونکا پلوشہ کو چھو کر گزرا تھا۔ پلوشہ نے اپنی آنکھیں بند کر کے اس ہوا کے جھونکے کو محسوس کیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اسے اپنے قریب سے قدموں کی آواز سنائی دی۔اس نے چہرا موڑ کر دیکھا تو زیاد اس کے ساتھ بالکونی میں آکر کھڑا ہوا تھا۔اب اس کا بازو قدرے بہتر ہو گیا تھا۔

"تم نے کبھی کسی چیز کو محسوس کیا ہے؟"ٹھنڈی مدھم سی ہوا کو محسوس کرتے ہوئے زیاد نے آہستہ سی آواز میں کہا تھا جس پر پلوشہ نے مسکراتے ہوئے غزل پڑھی۔

"میں نے تمھیں محسوس کیا ھے

صبح کی ٹھنڈ میں

www.novelsclubb.com

اٹھتے ھی آجانے والے خیال میں

دوپہر کے سکون میں

شام کی خاموشی میں

رات کی بڑھتی ہوئی خنکی میں

یونہی ڈھیروں آجانے والے خیالوں میں

سوچوں کی ہر اک سوچ میں

بے شمار یادوں میں

ہاں میں نے تمھیں محسوس کیا ھے

اپنی زندگی کے لمحہ لمحہ میں۔"

"مجھ میں ایسا کیا ہے جو میں تمہیں اتنا اچھا لگتا ہوں" زیاد نے اس کے پاس کھڑے نا سمجھی سے باہر سبز زار کو دیکھتے ہوئے پوچھا جس پر وہ دلکشی سے مسکرائی تھی۔

www.novelsclubb.com

"وہ اچھا ہے تو بہتر، وہ برا ہے تو بھی قبول

مزاجِ عشق میں عیبِ یار نہیں دیکھے جاتے"

"میری نظروں سے دیکھوں گئے تو کوئی کمی نظر نہیں آئے گئی تمہیں خود میں" پلوشہ نے صرف ایک نظر اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہہ کر ایک نظر اسے دیکھ کر اپنا رخ سامنے سبز ازار کی طرف کیا تھا۔

فی الوقت دونوں کی نظروں کا محور سامنے گارڈن کا سبز زار تھا۔ ٹھنڈی ہوا کا ایک تیز جھونکا آیا تھا۔ دونوں نے بیک وقت آنکھیں بند کر کے ٹھنڈی ہوا کی خنکی کو محسوس کیا۔

"شادی کروں گئے مجھ سے" پلوشہ نے اپنا سر اپہ اس کی طرف پھیر کر پوچھا تھا۔ زیاد کو اس کے ایسے سوال کی توقع نہیں تھی۔ فی وقت تو بلکل بھی نہیں۔

پلوشہ کی پُرامید نگاہیں اس کے چہرے پر ٹکی تھیں۔ جہاں دنیا جہاں کی حیرانی تھی۔ کچھ پل خاموشی کی نظر ہوئے تھے۔ اس کے پاس دینے کے لیے کوئی جواب نہ تھا۔ جب خاموشی طویل ہوئی تو پلوشہ کی آواز گونجی۔

"رہنے دوں میرا جواب مجھے مل گیا... ایک عزت دار شخص ایک طوائف کی بیٹی سے شادی کیسے کرے گا" پلوشہ نے اپنے ماضی کا حوالہ دینا ضروری سمجھا۔ تلخی سے کہہ کر وہ جانے لگی کہ زیاد نے اس کو بازو سے پکڑ کے کھینچ کے اپنے مقابل کیا تھا۔

"ایک لڑکی کی پہچان اس کے باپ سے ہوتی ہے" زیاد نے اس کے بازو کو پکڑ کے دانت پیستے ہوئے کہا تھا۔ اس وقت اسے پلوشہ کا اپنا ماضی کا حوالہ دینا جانے کیوں لیکن برا لگا تھا۔ اس کی بات سن کر پلوشہ نے قہقہہ لگایا۔ ایک اذیت بھرا قہقہہ۔۔۔

"جس بیٹی کو اس کا باپ اپنی اولاد ماننے سے انکار کر دیے۔۔۔اس لڑکی کی کیا پہچان ہو گئی" درد کی انتہا کو چھوتے ہوئے سوال کیا تھا بلکہ زیاد کو لاجواب کیا تھا۔زیاد کے اندر چھن سے کچھ ٹوٹا تھا۔زیاد کی گرفت اس کے بازو پر کمزور ہوئی تھی۔

آج نجانے پلوشہ کو کیا ہوا تھا کہ اپنی ذات کے ہی بخیے ادھیڑ رہی تھی۔ہر وقت پر امید، خوش رہنے والی پلوشہ یہ تو نہ تھی۔ماضی کو یاد کرتے اس کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔جبکہ یہ سن کر زیاد سُن ہو گیا تھا۔

زیاد سے گویا اس کی قوتِ گویائی چھین گئی ہوں۔یہ لڑکی اپنے اندر کتنے درد سمیٹے بیٹھی تھی وہ کبھی جان ہی نہ سکا کہ وہ اپنے اوپر کتنی تہیں چڑھائے ہوئی تھی۔

"تمہیں پتا ہے۔ یرے نزدیک ایک لڑکی کی پہچان کس سے ہوتی ہے...اس کی زندگی میں آنے والے مرد سے" پلوشہ نے اپنا ہاتھ اس کی کمزور سی گرفت سے چھڑوایا تھا اور مڑ کر اسے دیکھے بغیر چلی گئی۔۔۔کیونکہ اس کی آنکھوں کی نمی حد سے سوا ہو گئی تھی۔

زیاد وہاں پتھر بنا اسے جاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔اچانک ہی اسے گھٹن کا احساس ہوا تھا۔ صبح کی تر و تازہ ہوا میں اسے اپنا سانس گھٹتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

پلوشہ وہاں سے باہر آئی تو گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی زن سے بھگالی۔ایک آنسو اس کی پلکوں کی حدود کو توڑ کر نکلا تھا۔آنکھیں ضبط کے چکر میں سرخ ہو چکیں تھیں۔

www.novelsclubb.com

LRI☆☆LRI☆☆LRI☆

ڈائرز پڑھ کر طلحہ نے انہیں ایک طرف رکھا۔ان میں شمس نے اپنے زندگی کے حالات و واقعات کے بارے میں لکھا تھا۔ان کو پڑھتے پڑھتے طلحہ کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔

ان ڈائریز میں سے اسے صرف یادوں کے سوا کچھ نہ ملا تھا۔بس ایک جگہ انہوں نے اپنی کمپنی میں ہونے والی کسی گڑبڑ کی بات کی تھی۔

طلحہ نے ان ڈائریز کو واپس رکھا اور کمرے میں بیڈ پر لیٹ گیا۔نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔کل اسے راحیل صاحب کے آفس بھی جانا تھا۔پرانے آفس سے وہ ریزائن کر چکا تھا۔اس کے ذہین میں ماضی کی یادیں گردش کرنے لگی۔

www.novelsclubb.com

ماضی:

شمس ایک ہائی کلاس طبقے سے تعلق رکھنے والا شخص تھا۔اس کے باپ کی موت اس کی پیدائش کے دو تین ماہ بعد ہو گئی تھی۔ شمس کی باپ کی وفات کے بعد ان کی کمپنی خسارے میں جانے لگی۔

شمس کی والدہ کو بزنس کے بارے میں اتنا پتہ نہیں تھا لیکن جیسے تیسے کر کے بڑی مشکل سے انہوں نے بزنس کو سنبھالا۔جب شمس نے یونیورسٹی میں داخلہ لیا تو اس کی والدہ بیمار رہنے لگی۔

وہ شمس کے لاکھ ڈاکٹر کے پاس لیجانے کی کوشش کرنے کے باوجود بھی نہ جاتی اور میں ٹھیک ہوں کہہ کر اسے ٹال دیتی۔

www.novelsclub.com

شمس راحیل اور رؤف تینوں ایک ہی کلاس میں پڑھتے تھے۔تینوں کی دوستی مثالی تھی۔ رؤف اور شمس نرم دل کے مالک۔۔اللہ کی رضا میں راضی رہنے والے جبکہ راحیل تھوڑا لالچی اور خود غرض انسان تھا۔

راحیل کی ایک بہن ریشم تھی۔وہ دو ہی بہن بھائی تھے۔ان کے والدین کی وفات ان کے بچپن میں ہی ہو گئی تھی۔ریشم اپنے بھائی کے برعکس نرم دل کی مالکہ تھی۔

شمس نے جب اسے دیکھا تو پہلی نظر میں ہی اپنا دل ہار بیٹھے۔وہ تھی ہی اتنی خوبصورت۔۔۔بڑی بڑی شہد رنگ آنکھیں،خوبصورت گلابی گال،عنابی ہونٹ،لمبے گھنے بال جو ہر وقت دوپٹے کے نیچے رہتے تھے،یوں کہنا مناسب ہو گا کہ وہ حسن کی ایک مورت تھیں۔

شمس نے اپنی والدہ سے بات کی تو انہوں نے راحیل سے اس کا رشتہ مانگا جس پر اس نے ریشم سے پوچھا تو اس نے اپنے فیصلے کا اختیار راحیل کو دیے دیا۔ جس پر اس نے سوچ بچار کے بعد شمس کی والدہ کو ہاں میں جواب دیے دیا تھا۔

شمس کی والدہ کے اصرار پر شادی جلد رکھی گئی۔ ایک ماہ کے اندر اندر شمس کی شادی ہو گئی اور ریشم شمس کے ہمراہ رخصت ہو کر شمس کے گھر آ گئی۔ شادی کے ایک ماہ بعد ہی شمس کی والدہ کی وفات ہو گئی۔

شمس کو ان کی وفات کے کچھ دن بعد ہی ان کے کمرے سے ان کی رپورٹس ملی جس کے مطابق انہیں کیسنر تھا جو کہ لاسٹ سٹیج پر تھا۔ شمس ان دنوں ڈیپریشن کا شکار رہنے لگا۔ ریشم ان کے لیے چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

شمس کی والدہ کی وفات کے کچھ عرصے بعد شمس اور ریشم کی زندگی میں طلحہ کی آمد ہوئی۔ شمس یہ سن کر پھولے نہیں سما رہے تھے۔ ریشم بھی ان کا خوشی سے دمکتا چہرا دیکھ پر سکون ہو گئی۔

یہ خبر سن کر ان کا ڈیپریشن ختم ہو گیا۔ طلحہ نے نین نقوش اپنی ماں سے چرائے تھے۔ وہ ان کی طرح خوبصورت تھا۔ طلحہ کی پیدائش کے بعد شمس مصروف رہنے لگے۔

راحیل نے بھی شمس کے اصرار کرنے پر ان کی کمپنی جوائن کر لی۔ جبکہ رؤف صاحب شادی کے کچھ ماہ بعد اپنی بیوی سمیت باہر کے ملک چلے گئے۔ ریدا کی پیدائش بھی باہر کے ملک ہوئی۔

www.novelsclubb.com

ان کی والد کی کمپنی کو کافی نقصان ہونے لگا۔ شمس کو میٹنگز کے سلسلے میں دوسرے شہر بھی جانا ہوتا تھا جس پر انہوں نے راحیل کو اپنے گھر رہنے پر آمادہ کر لیا۔اور پھر ایک دن ایسا آیا جس نے ان کی زندگی کو بدل کے رکھ دیا۔

شمس نے کمپنی کے تمام اکاؤنٹس کو چیک کیا تو انہیں پتہ چلا کہ پیچھے کچھ سال کا اکاؤنٹس کا حساب کتاب ٹھیک نہیں تھا۔انہوں نے راحیل کو بلا کر ان سے پوچھا کیونکہ وہ اکاؤنٹس کا سارا کام راحیل کے سپرد کر چکے تھے۔

راحیل نے جب صاف منع کیا کہ انہیں کچھ نہیں پتہ تو ان کے درمیان تلخ کلامی ہوئی۔اس دن کے بعد راحیل صاحب نے واپس اپنے گھر چلے گئے۔کچھ دنوں بعد شمس صاحب پر راحیل کی اصلیت کھل گئی۔

وہ شمس کی کمپنی کے اکاؤنٹس میں گڑبڑ کر کے اپنے اکاؤنٹ میں پیسے رکھ رہے تھے۔اگلے دن شمس راحیل سے بات کرنا چاہتے تھے۔جب راحیل کو پتہ چلا تو انہوں نے خورشید صاحب اور سکندر کے ساتھ مل کر شمس کو مارنے کا پلین بنایا اور خود الزام سے بچنے کے لیے باہر چلے گئے۔

طلحہ اور ریشم ہائڈ اینڈ سیک کھیل رہے تھے۔پانچ سالہ طلحہ کمرے میں بیڈ کے نیچے چھپا بیٹھا تھا۔شمس صاحب باہر لاونج میں بیٹھے اپنی کام کر رہے تھے۔ریشم طلحہ کو ڈھونڈ رہی تھی کہ اچانک گھر میں شور کی آواز گونجی۔سکندر اور خورشید ریشم اور شمس کو موت کی نیند سلا کر اندر کی طرف بڑھے۔

www.novelsclubb.com

طلحہ جب ڈر کے مارے بیڈ کے نیچے سے ہی نہیں نکلا۔تھوڑی دیر بعد جب وہ ریشم کو پکارتا ہوا باہر نکلا تو سکندر اور خورشید صاحب اسے بھی گولی مار کر چلے گئے۔شمس صاحب کے

پڑوسی جب شور سن کر آئے تو تب تک شمس اور ریشم مر چکے تھے لیکن طلحہ کی سانس مدھم رفتار میں چل رہیں تھیں وہ اسے ہاسپٹل لے گئے۔

راحیل نے خورشید صاحب کی مدد سے شمس کی پراپرٹی پر قبضہ کر لیا۔راحیل صاحب نے شمس صاحب کی کمپنی وغیرہ بیچ کر اپنا کام شروع کر لیا۔

آہستہ آہستہ جب طلحہ کو حقیقت کا ادراک ہوا تو اس نے اس معاملے پر تحقیق کرنی شروع کر دی۔اور وہ خورشید صاحب تک پہنچ گیا۔خورشید صاحب کو راحیل نے پہلے ہی رؤف صاحب کا نام لینے کا کہہ چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

اسی لیے خورشید صاحب نے طلحہ کے سامنے رؤف صاحب کا نام لیا تھا۔رؤف صاحب کو جب پتہ چلا تو انہوں نے بھی قاتلوں کو ڈھونڈنے کی کوشش کی۔

انہیں اس حقیقت کا بہت دیر بعد ادراک ہوا لیکن وہ دوسرے شہر میٹنگ کے سلسلے سے گئے ہوئے تھے۔اسی بات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے راحیل صاحب نے ان کا بھی ایکسیڈنٹ کروادیا تھا۔

حال:

ماضی کو یاد کرتے ہوئے اس کی انکھوں سے آنسوں بہہ رہے تھے۔اپنے ماں بابا سے اس وقت بہت یاد آرہے تھے۔

www.novelsclubb.com

LRI☆☆LRI☆☆LRI☆

"بی بی جی۔۔۔وہ طلحہ بیٹا آیا ہے" ملازمہ نے آکر بریرہ کو اطلاع دی کیونکہ مسز رؤف اس وقت گھر موجود نہیں تھیں۔وہ دوپٹہ کندھے پر ٹکاتے ہوئے ڈرائنگ روم کی طرف چل پڑی۔

مسز رؤف اپنی دنیا میں مگن تھیں۔وہ اب اپنی دوستوں کے ساتھ مصروف ہو چکی تھیں۔ انہوں نے سوشل ویلفیئر کے کلب جوائن کر لیے تھے۔جس کی وجہ سے آئے دن انہیں مختلف سوورکس میں بزی رہتی۔

"اسلام وعلیکم!!" ریدا نے ڈرائنگ روم میں آتے سامنے صوفے پر بیٹھے طلحہ کو سلام کیا اور اس کے مقابل صوفے پر بیٹھ گئی۔جس پر نے طلحہ نے سر کو ہلکا سا خم دیے کر جواب دیا۔

"آپ کا بہت بہت شکریہ اس دن بچانے کے لیے" مسز رؤف اس دن طلحہ کا شکریہ ادا کر چکی تھیں لیکن ریدا نے بھی شکریہ کہنا مناسب سمجھا تھا۔ جس پر طلحہ ہلکا سا مسکرا دیا۔

"مجھے آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔۔۔اس دن آپ کہہ رہی تھی کہ راحیل ماموں نے آپ پر حملہ کروایا تھا" خاموشی کے تھوڑے سے توقف کے بعد طلحہ نے بات کا آغاز کیا۔ جس پر ریدا نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"تو۔۔۔میں ان کے خلاف ثبوت اکھٹے کرنے میں آپ کی مدد کر سکتا ہوں" طلحہ نے نظریں اپنے پاؤں پر جمائے کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تو آپ کا اس میں فائدہ۔۔۔میرا مطلب ہے کہ وہ تو آپ کے ماموں ہیں" ریدا نے اچنبھے سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا تو طلحہ نے اسے اپنے ماضی کے بارے میں آگاہ کیا تھا جس پر ریدا نے سوچتے ہوئے اسے ہاں کہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔۔اب میں چلتا ہوں جلد ہی آپ کو پلین سے آگاہ کروں گا"طلحہ یہ کہہ کر اٹھ گیااور باہر کی طرف چلا گیا۔

دوسری طرف سکندر کے فارم ہاوس میں ٹیبل کے گرد کرسیوں پر بیٹھے سکندر، جاوید راحیل اور دو اور لوگ بیٹھے ڈیل کر رہے تھے۔ان کے درمیان میز پر مختلف قسم کا اسلحہ اور ڈرگز پڑی ہوئیں تھیں۔

"ہاوز اٹس جیمز"راحیل صاحب نے اپنے سامنے بیٹھے آدمیوں سے پوچھا۔جیمز بڑے انہماک سے وہاں پڑی ایک پسٹل کو دیکھ رہا تھا۔جب کہ کرسٹوفر وہاں پڑی ڈرگز کو باری باری دیکھ رہا تھا۔

"دیٹس گوڈ" اس کے ساتھ بیٹھے کرسٹوفر نے ڈرگز کے پیکٹس کو اردگرد سے دیکھتے ہوئے جواب دیا تھا۔ کچھ ہی دیر میں ڈیل ڈن ہو گئی تو وہ دونوں اٹھ کر چلے گئے تو جاوید، سکندر اور راحیل اٹھ کر باہر لان میں موجود کرسیوں پر تکون کی صورت بیٹھ گئے۔

"راحیل یہ ہے میرا بیٹا جاوید۔۔۔اور جاوید یہ ہے میرا دوست میرا یار راحیل" سکندر نے دونوں کا ایک دوارے سے تعارف کروایا۔ جس پر راحیل نے جاوید کی کمر تھپتھپائی۔ کچھ دہر باتیں کرنے کے بعد جاوید وہاں سے اٹھ کر اندر کی طرف چلا گیا۔

"سکندر میرا کام ہو گیا" راحیل نے جاوید کے جاتے ہی سکندر سے پوچھا جس پر اس نے ہاں میں سر ہلایا۔

www.novelsclubb.com

"بادشاہ کے بیٹے کو گولی چھو کر گزری تھی اور وہ لڑکی۔۔۔اس کا کام رحیم کہہ رہا تھا کہ تمام ہو گیا ہے"سکندر نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا جس پر راحیل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔

LRI☆☆LRI☆☆LRI☆

نرمین بیگم حمدان کے راضی ہونے پر بہت خوش ہوئیں تھیں۔اس نے ان کی بات کا مان رکھ لیا تھا۔نرمین بیگم نے جب بریرہ سے اس کی رضامندی جانی چاہی تو اس نے اپنے فیصلے کا اختیار انہیں دیے دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

جس پر نرمین بیگم نے مسکراتے ہوئے اسے گلے لگا تھا۔کچھ دن بعد نرمین بیگم نے حمدان کے ساتھ مل کر شادی کی ڈیٹ پندرہ دن بعد کی رکھ لی اور تیاریاں کرنی شروع کر دی۔

نرمین بیگم اور بریرہ کے آئے روز بازار کے چکر لگ رہے تھے۔شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں۔

LRI

LRI☆☆LRI☆☆LRI☆

پلوشہ زیاد کے گھر سے سیدھا حرا کے گھر آئی تھی۔حرا ایک پوش علاقے میں اکیلی رہتی تھی۔اس کا گھر اتنا بڑا نہیں تھا لیکن اچھے سے سیٹ کیا ہوا تھا۔

پلوشہ نے اپنی آنکھوں کو صاف کیا اور آنکھوں پر سن گلاسز لگا کر اتری اور گاڑی کو لوک کر کے اندر کی طرف بڑھی۔

حرا جو کچن کی طرف جا رہی تھی سامنے سے اندر آتی پلوشہ کو دیکھ جلدی سے اس طرف بڑھی اور چہکتے ہوئے اس کے گلے لگی۔

"واؤ۔۔۔پلوشہ یہ تم ہی ہو نہ" حرا نے مسکراتے ہوئے اس سے الگ ہو کر کہا جس پر پلوشہ مسکرا دی۔

حرا نے اسے اندر بیٹھنے کا کہا اور پھر جلدی سے چائے بنا کر ٹرے میں اس کے ساتھ لوازمات رکھ کر اندر کی طرف بڑھی۔پلوشہ وہاں صوفے پر بیٹھی غیر مرئی نقطے کو گھور رہی تھی۔

حرا کو اندر آتے دیکھ ہلکا سا مسکرا دی جبکہ حرا اس کی سوجی ہوئی آنکھوں کو دیکھ مسکرانہ سکی اور ٹرے وہاں پڑے میز پر رکھ کر جلدی سے آگے بڑھی۔

"پلوشہ کیا ہوا ہے" حرا نے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے فکر مندی سے پوچھا جس پر اس کے رکے آنسو آنکھوں سے جاری ہوئے تھے۔

"اس نے مجھے ٹھکرا دیا حرا" پلوشہ نے اس کے گلے لگتے ہوئے بھری بھری آواز میں کہا۔ جس پر حرا نے اس کی پیٹھ تھپتھپائی۔

"کوئی بات نہیں پلوشہ۔۔۔میں نے تمہیں پہلے ہی کہا تھا۔۔چلو اب چپ ہو جاؤں" حرا نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا جس پر اس کے رونے میں شدت آئی تھی۔

"میں نے تمہیں کہا تھا پلوشہ وہ کسی حد تک تمہارے ماضی کے بارے میں جانتا ہے۔۔۔ وہ کبھی نہیں مانے گا" کچھ دیر بعد جب اس کی حالت ٹھیک ہوئی تو حرا نے اسے پانی پلاتے ہوئے کہا جس پر پلوشہ کی آنکھیں ایک دفعہ پھر سے نم ہوئیں تھیں۔

"حرا اس دل کو بہت سمجھایا تھا لیکن یہ نہیں مانا۔۔۔ جس دن سے اسے دیکھا ہے اس دن سے یہ بس اس کے نام کی رٹ لگائے بیٹھا ہے۔۔۔ میں کیا کرو" پلوشہ نے بے بسی سے کہا جس پر اس نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا جبکہ پلوشہ ماضی کی یادوں میں کھو گئی۔

ماضی:

www.novelsclubb.com

پلوشہ ایک ان چاہی اولاد تھی جب اس کی ماں نے اس کے والد کو بتایا تو انہوں نے اسے اپنی اولاد ماننے سے انکار کر دیا۔ پلوشہ کی ماں رابی ایک طوائف تھی۔ جب اس نے ابارشن کروانا چاہا تو کوٹھے کی مالکن ریما نے اسے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ اگر بیٹی ہوئی تو۔۔۔۔

جب پلوشہ کی پیدائش ہوئی تو رابی نے اسے ریما کو دیے دیا۔اسے ان سب چیزوں سے نفرت ہونے لگی۔ جیسے جیسے وہ بڑی ہوتی گئی اس نے بغاوت کرنی شروع کر دی۔

جس کی اسے سزا بھی دی جاتی۔جب بھی اسے سزا دی جاتی رابی کچھ نہ کہتی۔یہی بات پلوشہ کو زیادہ کھٹکتی تھی کہ وہ ایک ماں ہو کر اس قدر بے حس ہو گئیں۔

اور پھر ایک دن پلوشہ مار دھاڑ اور روز روز کے تانوں سے بچنے کے لیے وہاں سے بھاگ گئی۔اس دن اس کا رابی نے ریما کو بتایا تھا لیکن وہ پھر بھی وہاں سے بھاگنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

اس دن اس کی روح پر کاری وار ہوا تھا۔ آنسوں اس کی آنکھوں سے روکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔ اس دن حرا اس سے ملی تھی۔ حرا نے اسے پناہ دی تھی۔

اس دن سے حرا اس کی دوست بن گئی تھی۔ حرا ایک یتیم لڑکی تھی۔ شادی کے تین چار سال بعد شوہر نے بانجھ ہونے کا طعنہ دیے کر طلاق دیے دی۔

حرا نے اسے اپنے ساتھ ہی رکھ لیا اور پھر آہستہ آہستہ پلوشہ نے اپنے آپ کو سنبھالا اور ہیکنگ سیکھ لی اور زیاد کی کمپنی میں جوب کرنی شروع کر دی۔

www.novelsclubb.com

حال:

"ہمت کروں پلوشہ" حرا نے اسے تسلی دی تھی کہ اچانک دوڑ بیل بجی۔ جس پر وہ اسے وہی چھوڑ کر باہر دروازا کھولنے چلی گئی۔

دروازا کھول کر جب دیکھا تو سامنے زیاد کھڑا ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔دروازا کھولنے کی آواز پر اس نے مڑ کر دروازے کی طرف دیکھا۔

"زیاد بھائی آپ۔۔۔آئیں نہ اندر" حرا زیاد کو دروازے پر دیکھ کر اسے اندر آنے کا کہا جس پر وہ مسکرا کر اندر داخل ہوا۔

"پلوشہ" زیاد نے صحن میں کھڑے ہچکچاتے ہوئے پلوشہ کے بارے میں پوچھا جس پر حرا نے کمرے کی طرف اشارہ کیا اور خود کچن کی طرف بڑھ گئی اور زیاد کمرے کی طرف بڑھ گیا۔اندر جانے سے پہلے اس نے کمرے کا دروازا نوک کیا۔

پلوشہ نے سر اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا تو آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اور پھر جلدی منہ جھکا کر آنکھیں صاف کر کے خود کو کمپوز کیا۔ زیاد اس کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"کیا لینے آئے ہیں اب یہاں" پلوشہ نے بھرائی آواز میں کہا۔ یہ الگ بات تھی کہ آنسوں چھلکنے کو بے تاب تھے لیکن اس نے ضبط کیا ہوا تھا۔ اسے یہاں دوبارا دیکھ کر تکلیف نے نئے سرے سے سر اٹھایا تھا۔

"بات کرنے آیا ہوں" زیاد نے اس کی سوجی آنکھوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی سوجی آنکھیں دیکھ اسے کچھ ہوا تھا۔ وہ کسی طرح سے بھی شوخ چنچل سی لڑکی نہیں لگ رہی تھی۔

"کیا بات کرنی ہے" پلوشہ نے اس کے چہرے پر نظریں جمائے پوچھا۔ وہ اس کے چہرے کے تاثرات پڑھنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن ناکام رہی۔ اتنی دیر میں حرا نئی چائے کے کپ ٹرے میں رکھے اندر داخل ہوئی۔ وہ چائے سرو کر کے جانے لگی تو زیاد نے اسے روک لیا۔

"بیٹھیں مجھے بات کرنی ہے آپ سے بھی۔۔۔ دراصل مجھے پتہ نہیں اس بارے میں کچھ لیکن پھر بھی..." چائے پیتے ہوئے وہ بات کا آغاز کرتے ہوئے ہچکچاہٹ کا شکار ہو رہا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ سب کیسے اور کیوں کر وہ کر رہا ہے۔۔ لیکن اس کا دل مطمئن تھا۔

اس کے ہچکچانے پر پلوشہ اور حرا نے نظروں کا تبادلہ کیا۔ حرا نے پلوشہ سے جیسے پوچھنا چاہا لیکن پلوشہ نے لاعلمی کا اظہار کر دیا۔

"میں۔۔۔آپ سے پلوشہ کا ہاتھ مانگنا چاہتا ہوں" زیاد نے حرا کو دیکھتے ہوئے کہا جس پر دونوں شوک کی کیفیت میں اسے دیکھنے لگی۔ جس سے زیاد اور نروس ہوا تھا۔

"میں آپ سے اس لیے بات کر رہا ہوں کہ آپ اس کی دوست بھی ہیں۔۔اس کے ماضی سے بھی واقف ہیں۔۔۔اور پلوشہ آپ کو اپنی بہنوں کی طرح مانتی ہے۔۔تو اسی لیے" زیاد نے ان کو حیرت زدہ نظروں سے خود کو تکتے ہوئے دیکھ وضاحت کی تھی۔ جس پر حرا ہلکا سا مسکرا دی۔

"میں آپ کو سوچ کر جواب دے دوں گئی" حرا نے مسکراہٹ چھپاتے ہوئے کہا جس پر زیاد خدا حافظ بول کر باہر چلا گیا۔ پلوشہ ابھی بھی شوک کی کیفیت میں تھی۔ جبکہ حرا کے ہونٹوں سے مسکراہٹ جدا نہ ہو رہی تھی۔

"اہمم اہمم۔۔۔ پھر کیا سوچا کیا جواب دوں" حرا نے گلا صاف کرتے ہوئے پلوشہ کو شوک کی کیفیت سے نکالا اور سنجیدگی سے پوچھا۔ جس کا مطلب تھا کہ اپنا فیصلہ بتا دوں ورنہ میں اپنی مرضی کروں گئی۔

"جو تمہیں بہتر لگے" پلوشہ کہہ کر رکی نہیں وہ جلدی سے وہاں سے اٹھ کر دوسرے کمرے کی طرف بڑھنے لگی کہ پلوشہ کی آواز پر اس کے قدم رکے تھے۔

"ٹھیک ہے میں پھر انکار کر دوں گئی" حرا اس کی طرف دیکھے بغیر کہہ کر باہر نکل گئی۔ پلوشہ نے کچھ دیر وہاں کھڑی اسے جاتے دیکھتی رہی اور اس کے جانے کے بعد دروازہ بند کر کے بازو گھٹنوں کے گرد لپیٹ کر منہ گھٹنوں میں دیے کر بے آواز آنسوں بہانے لگی۔

www.novelsclubb.com

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

"ہیلو راحیل ماموں۔۔۔آپ کہاہیں۔۔آپ سے ملنا تھاوہ ایک کام تھا۔۔کل مل سکتے ہیں ہم؟"طلحہ نے راحیل کے فون ملایاجو کہ دوسری ہی بیل پر اٹھالیا۔طلحہ نے اسے ملنے کا کہا۔

"ٹھیک ہے طلحہ۔۔۔بیٹا کل نہیں ملا جائے گا۔۔ممکن نہیں ہے۔۔۔میں آج کراچی جارہا ہوں۔۔۔میٹنگ کے سلسلے سے۔۔۔ہم پرسوں مل سکتے ہیں"راحیل صاحب نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے کل کی بجائے پرسوں ملنے کا کہا جس پر طلحہ نے ٹھیک ہے کہہ کر تھوڑی دیر بات کی اور کال کاٹ دی۔

www.novelsclubb.com

ابھی صبح کے دس بج رہے تھے۔کچھ دیر سوچنے کے بعد طلحہ نے ریدا کو کال ملائی۔تاکہ وہ تیار کیاہوالائحہ عمل اسے بتاسکے۔کال جارہی تھی لیکن وہ اٹھا نہیں رہی تھی۔

طلحہ نے دو تین کال کیں لیکن جب جواب موصول نہ ہوا تو موبائل کو گھورا اور پھر جھنجھلا کر موبائل سائیڈ پر رکھ کر لیٹ گیا۔

کچھ دیر بعد اس کے موبائل پر بیل ہوئی تو اس نے کال اٹھائی۔ دوسری طرف ریدا تھی جو کہ شاید ابھی ابھی شاور لے کر آئی تھی۔ موبائل پر طلحہ کی کال دیکھ کر اس نے کال بیک کی۔

"اسلام وعلیکم! سوری وہ میں تھوڑا مصروف تھی۔" ریدا نے کال اٹھاتے ہی سلام کرنے کے ساتھ معزرت کی اور ایک ہاتھ کے ساتھ بالوں کو کور کرنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"وعلیکم السلام! وہ میں نے آپ کو پلین بتانے کے لیے کال کی تھی" طلحہ کی سنجیدہ سی آواز فون کے سپیکر سے گونجی. جس پر ریدا نے بس ہمم کہنے پر اتفاق کیا۔

"آج رات ہم ماموں کے آفس جائیں گئے اور وہاں ثبوت وغیرہ ڈھونڈے گئے" طلحہ نے اسے آگاہ کیا اور پھر ایک آدھ ہدایات دیے کر کال کاٹ دی۔

"چلو دیکھتے ہیں" ریدا نے بند فون کو دیکھا کر کہا اور نم بالوں کو بیلو ڈرائے کرنے لگی۔

شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے۔ طلحہ اور ریدا راحیل صاحب کے آفس کی طرف جا رہے تھے۔ طلحہ اس وقت وائٹ شرٹ کے ساتھ گرے جینز پہنے بال ماتھے پر بکھرے بھوری آنکھوں میں واضح تھکاوٹ کے اثار لیے خوبصورت لگ رہا تھا جبکہ ریدا لونگ فیروزی شرٹ کے ساتھ وائٹ جینز پہنے سر پر ہم رنگ کا دوپٹہ ٹکائے پیاری لگ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

گاڑی میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد گاڑی ایک بلڈنگ کے سامنے رکی جہاں بلڈنگ کے اوپر جلی حروف میں راحیل گروپ آف انڈسٹریز لکھا ہوا تھا۔

اس کے ارد گرد کا علاقہ زیادہ گنجان نہیں تھا۔ طلحہ اور ریدا بے قدموں بیک ڈور سے آفس میں اینٹر ہوئے۔ طلحہ اور ریدا مختلف راہداریوں سے ہوتے ہوئے آفس تک پہنچے۔

طلحہ کافی دفعہ ادھر آیا تھا اسی لیے وہ آفس کے راستوں سے واقف تھا جبکہ ریدا تو بس سر گھوما کر ادر گرد دیکھ رہی تھی۔ اسے اندھیرے سے خوف محسوس ہو رہا تھا۔

آفس روم میں اینٹر ہو کر طلحہ نے ریدا کو دائیں طرف کا جائزہ لینے کا کہا اور خود آگے بڑھ کر راحیل صاحب کی ٹیبل دیکھنے لگ پڑا۔ کافی دیر کی تگ و دو کے بعد انہیں ایک فائل ملی جس میں راحیل کے کچھ اہم ڈاکومنٹس تھے۔

www.novelsclub.com

طلحہ فائل کو دیکھ رہا تھا کہ اچانک ریدا سے وہاں پڑا ایک واس گر گیا۔ اس سے پہلے اس کے منہ سے چیخ برآمد ہوتی طلحہ نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اس کی چیخ کو روکا۔

"مروانا ہے کیا"طلحہ نے مدھم آواز میں دانت پیستے ہوئے کہا تھا۔ طلحہ نے جلدی سے ریدا کا ہاتھ پکڑا اور وہ فائل پکڑی اور باہر کی طرف بھاگا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس وقت راحیل کے آدمی آفس میں موجود ہوتے ہیں اور رات کی خاموشی میں واس کے گرنے کی آواز گونجی ہو گئی۔

اس سے پہلے وہ ان تک پہنچے طلحہ ان کی پہنچ سے دو ہونا چاہتا تھا لیکن ان دونوں کے دروازا پار کرنے سے پہلے ہی ان کو راحیل کا ایک آدمی دیکھ چکا تھا اور غصے سے انہیں آوازیں دینے لگا۔

www.novelsclubb.com

طلحہ نے تیز تیز بھاگنا شروع کر دیا وہ آدمی بھی ان کے پیچھے بھاگنے لگا۔ دوسرے آدمی اس کی آواز سن کر اس طرف آئے اور اسے کسی کے پیچھے بھاگتا دیکھ وہ بھی اس طرف بھاگے۔

طلحہ نے جلدی سے فائل اپنی شرٹ کے اندر چھپائی اور اندھا دھند بھاگنے لگے۔اس وقت وہ آفس کے بیک سائیڈ پر بھاگ رہے تھے جہاں کوئی گھر نہیں تھا۔

دورانہیں زندگی کی رمق دیکھی۔دور ایک جگہ پر لائٹس جل رہی تھی۔طلحہ نے ریدا کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا اور اس طرف دوڑ لگا دی۔

وہ شاید کوئی پنڈال تھا۔وہاں رنگ و بو کا جیسے سیلاب امڈ آیا تھا۔وہاں ہر طرف شور و غل تھا۔طلحہ اور ریدا بھاگ کر اندر چلے گئے۔وہاں پہنچ کر دونوں نے سانس لیا اور جلدی سے نارمل ایکٹ کرنے لگے۔

www.novelsclubb.com

دو لڑکیاں پاس سے گزری تو ان میں سے ایک نے ریدا کو اپنے ساتھ آنے کا کہا اور اسے لے کر جلدی سے ایک کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔

طلحہ ابھی وہاں کھڑا اسی کشمکش میں تھا کہ وہ اسے کیوں لے کر گئی اچانک اس کی نظر انٹرنس پر پڑی جہاں دو چار آدمی کھڑے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔ طلحہ نے جلدی سے اپنا رخ موڑا اور سامنے موجود ایک کمرے کے اندر گھس گیا۔

وہاں کافی آدمی شیروانیاں پہنے کھڑے شاید تیار ہو رہے تھے۔ان میں سے ایک درمیانے قد کا آدمی لڑکیوں جیسی چال چلتا ہوا آگے بڑھا اور ایک ڈریس اس کی طرف بڑھایا اور اسے ڈریس پہننے کا کہا۔ جس پر طلحہ چار و ناچار ڈریس پکڑ کر ڈریسنگ روم کی طرف چلا گیا۔

شیروانی ڈالے جب طلحہ باہر آیا تو اسی آدمی نے آگے بڑھ کر اس کی شیروانی کے کندھے سے نامعلوم سی گرد جھاڑی اور اسے چیئر پر بیٹھا کر اس کے ماتھے پر سہرا سجایا۔ وہاں دیکھا دیکھی سب نے اپنے سہرے اٹھائے تھے۔ سہرا دیکھ طلحہ کے طوطے اڑے۔

اب تک وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ یہاں کوئی پارٹی یا کوئی کمپٹیشن چل رہا ہے۔ لیکن وہ ایک مشترکہ شادی تھی جو کہ کوئی امیر آدمی غریب بچیوں کی کروا رہا تھا۔

دوسری طرف ریدا کو بھی ایک سمپل سا خوبصورت لال جوڑا دیا گیا تھا۔ اس کے بعد اس کے چہرے پر بیوٹیشن نے اپنے جوہر آزمائے تھے۔ جس کے نتیجے میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

جلدی سے انہیں باہر بٹھایا گیا۔ مولوی صاحب نے باری باری نکاح نامے پر سب کی اہم معلومات لکھی تھیں۔ طلحہ مسلسل ریدا کو میسجز اور کالز کر رہا تھا لیکن وہ نہ کسی میسج کا جواب دیے رہی تھی اور نا ہی کسی کال کا کیونکہ وہ اپنا موبائل آتے ہوئے گاڑی میں موجود اپنے بیگ میں رکھ آئی تھی۔

وہ آدمی بار بار ادھر ادھر ان کو تلاش کر رہے تھے۔ مولوی صاحب جب لڑکیوں سے ان کی معلومات لکھوانے گئے تو جب ریدا سے معلومات لکھوا کر نکاح شروع کیا تو ریدا کے ہاتھ پیر پھولے۔ وہ بھی اس فکشن کو کوئی برائیڈل کمپٹیشن سمجھ رہی تھی۔ مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق اس نے نکاح پڑھوالیا۔

نکاح کے تھوڑی دیر بعد سب جوڑوں کو وہاں موجود گاڑیوں میں بیٹھایا اور رخصت کر دیا۔ طلحہ اس وقت غصے اور صدمے سے بیٹھا ہوا تھا جبکہ ریدا پیچھے بیٹھی ابھی تک اس سب کو خواب کہہ رہی تھی۔ اس کی زندگی کیا سے کیا ہو گئی تھی۔

گاڑی اپنی منزل کی طرف رواں تھی۔ تھوڑی دیر بعد گاڑی ڈرائیور نے اس سے اڈریس مانگا تو اس سے پہلے کہ طلحہ ریدا کے گھر کا ایڈریس بتاتا ریدا نے اسے طلحہ کے گھر کا ایڈریس بتایا۔ طلحہ نے غصے بھری نظر اس پر ڈالی اور چپ کر کے بیٹھ گیا۔ ڈرائیور نے گاڑی ریدا کے بتائے ایڈریس کی طرف بھگالی۔

LRI☆☆LRI☆☆LRI☆

"سائیں۔۔سائیں وہ آپ نے مجھے بریرہ بی بی پر نظر رکھنے کا کہا تھا"ایک آدمی نے جاوید کا پاس سے گزرے دیکھ آواز دی اور اس کے پیچھے بھاگنے لگا۔

"ہاں کیا ہوا؟"جاوید نے موبائل استعمال کرتے ہوئے مصروف سے انداز میں اس آدمی سے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"سائیں وہ بریرہ بی بی کی آج شادی ہے"اس آدمی نے اطلاع دی جس پر جاوید کا لمحے بھر کو ٹھٹک کر رکا۔

"اور تو آج مجھے بتا رہا ہے۔۔۔ کل کو جب ان کے بچے پیدا ہو جاتے تب بتا دیتا" جاوید نے غصے سے اس کا گریبان پکڑ کر اسے کہا۔ اور پھر اسے دیکھا دیے کر وہاں سے نکلا اور سیدھا نرمین بیگم کے گھر کا رخ کیا۔

حمدان اور بریرہ کی آج مہندی تھی۔ بریرہ اس وقت اپنے کمرے میں بیٹھی تیار ہو چکی تھی۔ بیوٹیشن کے میک اپ نے بریرہ کی خوبصورتی کو اور بڑھا دیا تھا۔ بریرہ یلو شورٹ فراک کے ساتھ گرین امتزاج کے گھیرے دار لہنگا پہنے بیٹھی ہوئی تھی۔

تھوڑی دیر نرمین بیگم اندر داخل ہوئیں۔ بریرہ کو دیکھ ان کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ چاہیے انہوں نے اسے پیدا نہیں کیا تھا لیکن انہوں نے اسے پالا تھا۔

اس سے خون کا رشتہ تو نہیں لیکن محبت اور خلوص کا رشتہ تو تھا۔ بریرہ نے آئینے سے دروازے میں کھڑی نرمین بیگم کو دیکھا تو مسکرا دی۔

"بہت پیاری لگ رہی ہے میری بیٹی" نرمین بیگم نے اس کے سر پر بوسہ دیتے ہوئے کہا۔ جس پر بریرہ کی آنکھیں بھی نم ہوئیں۔ جس پر انہوں نے اس کی آنکھوں کو صاف کرتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

تبھی کمرے کی کھڑکی سے جاوید اندر داخل ہوا۔ وہ داخلی دروازے سے نہیں آسکتا تھا کیونکہ باہر لون میں کی ساری تیاری کی گئی تھی اور حمدان اور بریرہ کی اکھٹی مہندی رکھی گئی تھی۔ حمدان وائٹ قمیض شلوار میں خوبرو لگ رہا تھا اس کے پاس ہی سلیمان کھڑا اس سے باتیں کر رہا تھا۔

"ارے واہ بہن کی شادی ہے اور بھائی کو بلایا ہی نہیں" جاوید نے تاسف سے سر ہلاتے ہوئے نرمین بیگم اور بریرہ سے کہا جس پر ان دونوں نے مڑ کر اس طرف دیکھا تو دونوں اپنی جگہ سن رہ گئی۔

"آپ سب سے گزارش ہے کہ آپ سب باہر تشریف لے جائیں۔۔۔مجھے اپنی چھوٹی سی بہن اور اس کی ماں سے بات کرنی ہے" جاوید نے وہاں کھڑے لوگوں کو کہا جس پر وہ سب باہر چلے گئے بریرہ جلدی سے اٹھ کر نرمین بیگم کے پیچھے چھپ گئی۔

"ارے بہنا ڈر کیسا۔۔بھائی ہوں تمہارا۔۔۔کیا ہوا اگر سوتیلا سا تھ لگ جاتا ہے۔۔لیکن بھائی تو بھائی ہوتے ہیں نہ" جاوید نے ہنستے ہوئے بریرہ کے ڈرنے پر کہا۔

"خبردار اگر میری بیٹی کو ہاتھ بھی لگایا" نرمین بیگم نے تنبیہہ انداز میں اسے وارن کیا تھا۔ اتنے میں حمدان اور سلیمان بھی کمرے میں داخل ہوئے۔ جاوید کو دیکھ دونوں کی رگیں ابھری تھی۔

"کیا لینے آئے ہوں۔۔۔دفعہ ہو جاؤں یہاں سے" حمدان نے غصے سے بھری آواز میں کہا جس پر جاوید ہنس دیا۔

"ٹھیک ہے چلا جاتا ہوں۔۔۔پہلے اپنی وائف ٹوبی سے کہوں کہ یہ پیپرز سائن کرے" جاوید نے پیپرز حمدان کی طرف بڑھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔اس کا مسکرانا جلتی پر تیل کا کام کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیوں کرے وہ سائن" حمدان نے غصے سے پیپرز کو پھینکتے ہوئے کہا تھا۔

"کیوں کہ مجھے اس کی ساری پراپرٹی چاہیے" جاوید نے معصومیت سے کہا۔اس سے پہلے سیلمان اور حمدان آگے بڑھتے بریرہ کی بات سن کر اس کے قدم وہی رکے تھے۔

"اگر میں پیپرز سائن کر دوں گئی۔۔ساری پراپرٹی آپ کے نام کر دوں گئی تو کیا ایک بھائی کی طرح میرے سر پر ہاتھ رکھے گئے۔۔مجھے بہن والا مان دیے گئے" بریرہ نے نرمین بیگم کی آغوش سے نکل کر پوچھا تھا۔حمدان اور جاوید بے یقینی سے اسے دیکھ رہے تھے.

نرمین بیگم نے کچھ نہ کہا کیونکہ بریرہ انہیں پہلے ہی اپنے ارادے سے آگاہ کر چکی تھی۔ شادی کے بعد وہ ساری جائیداد جاوید کے نام لگانے کا ارادہ رکھتی تھی۔

اس نے نرمین بیگم سے کہا تھا کہ اسے یہ جائیداد نہیں چاہیے جس پر نرمین بیگم نے اس کا ہر فیصلے میں ساتھ دینے کا وعدہ کیا تھا۔

"ٹھیک ہے مجھے دیں یہ پیپرز میں سائن کرتی ہوں۔۔ لیکن کیاان ساری جائیداد کے بدلے میں مجھے میرا بھائی ملے گا۔۔ کیاہوا اگر سوتیلا ساتھ لگ جائے گا۔۔ بھائی تو بھائی ہوتے ہیں" بریرہ نے نم آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے اس کا فقرہ اسے ہی لوٹایااور پیپرز کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا۔

جاوید نے بے یقینی سے بریرہ کو دیکھا تھا۔ حمدان نے ایک قہر بھری نگاہ جاوید پر ڈالی اور پیچھے ہو کر کھڑا ہو گیا۔ وہ اکیلے ہونے کا دکھ سمجھتا تھا۔ نہ جب کوئی بہن پاس ہو نہ بھائی تو انسان رشتوں کے لیے ایسے ہی ترستا ہے۔

www.novelsclubb.com

بریرہ نے نم آنکھوں سے جاوید کو دیکھا تو اس کے دل کو کچھ ہوا۔ وہ دونوں ایک ہی تو تھے۔ ایک ہی نسل کے ہاں باپ نہ سہی لیکن دادا تو ایک تھا۔

اچانک اس کی نظر بریرہ کی گردن پر پڑی تو وہاں پتلی سی لکیر نظر آ رہی تھی۔ میک اپ کی تہ کے نیچے نشان چپ گیا تھا لیکن غور کرنے پر نظر آتا تھا۔ اسے ڈھیروں شرمندگی نے آن گھیرا۔

"میں اس قابل ہوں" جاوید نے بے ساختہ کہا تھا۔ اس کی نظروں میں اب شرمندگی تھی۔ بریرہ نے حیرانی سے اسے دیکھا تھا۔

"میں نے معاف کیا" بریرہ نے اس کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا جس پر جاوید کی آنکھ نم ہوئی تھی۔ جاوید نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر پیار سے ہاتھ رکھا جس پر بریرہ رو پڑی۔

www.novelsclubb.com

"سوری۔۔۔ مجھے معاف کر دیں" جاوید نے سب کو دیکھ کر ندامت سے معافی مانگی۔ بریرہ کی باتیں سن کر اس کا دل پسیج گیا۔ نرمین بیگم کی آنکھیں بھی نم ہو گئیں تھیں۔ حمدان اور سلیمان خاموش کھڑے بس دیکھ رہے تھے۔

"میری بہن کی شادی اس کی حویلی میں ہو گی" جاوید نے نم آنکھوں کے ساتھ ہنستے ہوئے کہا تھا۔ جس پر بریرہ نے روتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا اور ہنس پڑی۔

پھر کچھ دیر بعد دونوں کی مہندی کی رسم کی گئی۔ جاوید نے بڑے بھائی ہونے کا فرض ادا کیا تھا۔ بریرہ خوش تھی اس کی خوشی اس کے چہرے سے عیاں ہو رہی تھی۔

حمدان کی نظریں بریرہ کے چہرے سے ہٹنے کا نام نہیں لے رہی تھیں۔ حمدان بے وجہ ہی مسکرائے جا رہا تھا۔ سلیمان بھی اپنے دوست کو دیکھ خوش تھا۔ مہندی کی رسمیں شروع ہوئیں۔

www.novelsclubb.com

"میری بہن کو خوش رکھنا ورنہ میرا پتہ ہے نا" جاوید نے بڑے بھائی کی طرح بریرہ کی رسمیں کیں اور ساتھ حمدان کو اسے خوش رکھنے کا کہہ کر ساتھ ہنستے ہوئے دھمکی بھی دی۔

جس پر حمدان اپنے بازو کو جہاں گولی لگی تھی اور پیٹ پر ہاتھ رکھ کر ہنس دیا۔ رسموں کے بعد جاوید ایک طرف کھڑا بریرہ کو دیکھ رہا تھا جو حمدان کی کسی بات پر ہنس رہی تھی۔ سلیمان اسے دیکھ اس طرف آیا تھا۔

"ایک بات تو بتاؤں اس دن وہاں سے بھاگے کیسے تھے۔۔۔ چاروں طرف سے تو پولیس نے گھر کو گھیرا ہوا تھا" سلیمان کی نظروں کا مرکز حمدان تھا۔ سلیمان کی بات سن کر جاوید ہنس پڑا۔

"تمہیں ابھی تک پتہ نہیں چلا۔۔۔ چلو آج چِل کرو میری بہن کی شادی ہے۔۔۔ کل بتا دوں گا" جاوید نے قہقہہ لگایا اور پھر اس کا اترا منہ دیکھ کر اسے تسلی دی۔ جس پر سلیمان ایک نظر اسے دیکھ کر آگے بڑھ گیا۔

مہندی کی رسموں کے بعد جاوید نرمین بیگم سے اجازت لے کر بریرہ کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ حمدان نے بے چاری سی شکل بنا کر اسے جاتے دیکھا تھا۔ لیکن وہ بھی بریرہ کی خوشی میں خوش تھا۔

سکندر کے فارم ہاوس پر پولیس کی ریڈ پڑی۔ اس کے فارم ہاوس سے مختلف اقسام کا اسلحہ اور ڈرگز بھاری مقدار میں برآمد ہوئیں۔ وہ اسلحہ اور ڈرگز سکندر نے ان ڈیلرز تک پہچانا تھا۔ اس سب اسلحے اور ڈرگز کو پولیس نے اپنی تحویل میں لے لیا جس کی وجہ سے اسے کافی نقصان ہوا۔

"بہت شکریہ راحیل صاحب۔۔۔آپ کا احسان مند ہوں" ایک سائیڈ پر کھڑے انسپکٹر صاحب نے حوالداروں کو سکندر کو گاڑی میں بیٹھانے کا اشارہ کرتے ہوئے فون پر کہا۔ جس پر دوسری طرف موجود راحیل صاحب کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔

"جلد ہی آپ کو دوسرے ثبوت بھی مل جائے گئے انسپکٹر صاحب" راحیل صاحب نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر خدا حافظ بول کر کال کاٹ دی۔

"چلو بھئی یہ سکندر تو گیا" راحیل صاحب نے ہنستے ہوئے کہہ کر شیمپین کا گلاس اٹھا کر لبوں سے لگایا تھا۔

www.novelsclubb.com

سکندر ان کے لیے بس ایک مہرا تھا جیسے جب چاہیے وہ اپنے فائدے کے لیے استعمال کرتے رہے تھے اور وہ بھی دوستی سمجھ کر ان کے کام کرتے رہتے تھے۔

جس دن خورشید صاحب نے طلحہ کو رؤف صاحب کا بتایا تھا اس سے اگلے دن ہی ان کو چھوڑ دیا تھا لیکن راحیل صاحب نے ان اپنے خاص آدمی کی مدد سے مروا دیا۔

اب سکندر تھا جو ان کی اصلیت سے واقف تھا۔اسی لیے انہوں نے اسے بھی پکڑوا دیا۔اور اب وہ اس کے خلاف قتل کے ثبوت انسپکٹر صاحب کو دیے کر پھانسی پر چھڑوانا چاہتے تھے۔

LRI☆☆LRI☆☆LRI☆

www.novelsclubb.com

گاڑی طلحہ کے گھر کے دروازے کے آگے روکی توریدا اپنا لہنگا سنبھالتے ہوئے اندر کی طرف بڑھ گئی۔ طلحہ نے اسے پیسے دیے اور اپنے بالوں میں انگلیاں پھیرتا غصے کو قابو کرتا اندر کی طرف بڑھ گیا۔

طلحہ کمرے میں داخل ہوا تو ریدا کمرے میں بیڈ پر بیٹھی پاؤں نیچے لٹکائے شاید اسی کا انتظار کر رہی تھی۔

"گھر میں کوئی لیڈیز ڈریس ہے اگر نہیں تو آرڈر کر دوں۔۔ کیا ایسے کیا دیکھ رہے ہوں۔۔۔ تم مجھ سے کوئی بھی دلہنوں والی امید نہ رکھنا کہ گھنگٹ نکال کر بیٹھو گئی۔۔ شرماؤ گئی" طلحہ کو اندر آتا دیکھ ریدا نان سٹاپ شروع ہوئی۔ طلحہ اسے گھوری سے نوازتا الماری کی طرف بڑھ گیا اور اپنی ماما کا ڈریس نکال کر اسے تھمایا اور باہر کی طرف چلا گیا۔

ریدا منہ بسورتے ہوئے ڈریس پکڑ کر باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد نہا کر نکلی تو اس نے لہنگے کی جگہ طلحہ کی ماما کا ڈریس ڈالا تھا۔

اورنج کلر کی پرنٹڈ شرٹ کے ساتھ وائٹ ٹراؤزر پہننے وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔ نم بالوں کو اس نے ٹاول سے رگڑ کر صاف کیا اور دوپٹہ پکڑ کر اپنے شانوں پر پھیلا لیا۔

طلحہ باہر لاؤنج میں بیٹھا اس فائل کو دیکھ رہا تھا۔ اچانک اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو سامنے ریدا اسی طرف آ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"چلو مجھے گھر چھوڑ آؤں۔۔۔ٹائم بہت ہو گیا ہے" ریدا نے طلحہ کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے کہا جس پر اس نے تفصیلی نظر ریدا پر ڈالی۔

"آپ کی انفرمیشن کے لیے کہ میری گاڑی وہاں ہی رہ گئی تھی۔۔اور میرے پاس صرف ایک ہی گاڑی تھی"طلحہ نے دل جلانے والی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر کہا۔

"تواب میں گھر کیسے جاؤں گئی۔۔اتناٹائم ہو گیا ہے۔۔ماما کو میں کیا کہوں گئی۔"ریدا کو نئی فکر لاحق ہو گئی۔

"ٹیکسی منگوالو۔۔۔ویسے شادی کے بعد شوہر کا گھر ہی بیوی کا گھر ہوتا ہے۔۔۔ابھی تھوڑی دیر پہلے ہمارا نکاح ہوا ہے اور تمہیں ابھی اپنے میکے جانا ہے"طلحہ نے مشورہ دیا اور اٹھ کر اس کے کان کے قریب رازداری سے کہا جس پر ریدا نے صدمے سے اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"دیکھو وہ کوئی نکاح نہیں تھا۔۔۔میرا مطلب ہے کہ ہوا ہے لیکن نہ میں راضی تھی نہ تم۔۔۔وہ تو ہمیں راہِ فرار چاہیے تھی۔۔۔بس وہ ایک سمجھوتہ تھا"ریدا نے دو قدم پیچھے ہو کر لڑکھڑاتے لہجے میں کہا تھا۔

"میں تو راضی تھا" جس پر طلحہ ہنستے ہوئے نفی میں سر ہلا کر بولا اور فائل اٹھا کر کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ مقصد فقط ریدا کو تنگ کرنا تھا۔

"موبائل دوں میں کیب منگوالوں" ریدا نے اسے جاتا دیکھ موبائل مانگا اور اس کے پیچھے بھاگی۔

"باہر وہاں ٹیبل پر پڑا ہے" طلحہ نے فائل ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا اور الماری سے کپڑے نکال کر باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ ریدا الٹے قدموں باہر آئی اور موبائل دیکھا جس کی بیٹری اپنی آخری سانسیں لے رہی تھی۔

www.novelsclub.com

اندر جا کر ادھر ادھر دیکھا تو چارجر سکیٹ میں ہی لگا تھا۔ موبائل چارج پر لگا کر آون کیا تو پاسورڈ اس کا منہ چڑھا رہا تھا۔ تھوڑی دیر موبائل کو گھورتی رہی۔ تھوڑی دیر بعد طلحہ باہر آیا تو اسے وہاں بیڈ پر بیٹھا دیکھ ابرو اچکا کر پوچھا۔

"پاسورڈ" ریدا نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔ جس پر طلحہ نے ایک نظر وال کلاک دیکھا جہاں گھڑی رات کے گیارہ بجنے کا عندیہ دیے رہے تھے۔

"پاسورڈ ریشم ہے...اور آنٹی کو کال کر کہ کہہ دو کے فرینڈ کے گھر ہوں۔۔۔ صبح چلی جانا" طلحہ نے پاسورڈ بتا کر ساتھ میں تقریباً حکم سنایا تھا جس پر ریدا نے ناگواری سے لب سکڑے اور مسز روف کو کال کرنے لگی۔

www.novelsclub.com

"مما کے پاس تمہارا نمبر ہو گا" ریدا نے خدشہ ظاہر کیا جس پر طلحہ نے عقل سے پیدل لڑکی کو دیکھا اور سائیڈ سے فائل اٹھا کر بغیر جواب دیے اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

ریدا نے فون کر کے انہیں تسلی دی اور اٹھ کر موبائل اتار کر باہر چارج پر لگایا اور اندر واپس آ کر دروازا لوک کیا اور بیڈ پر آرام سے سو گئی۔

طلحہ نے اپنے کمرے میں آ کر لائٹ آن کی تو وہاں ایک طرف دیوار پر مختلف قسم کے اخبارات کے پیپر زکاٹ کر لگائے گئے تھے۔اور ان میں کچھ لوگوں کی تصویریں بھی تھی۔

طلحہ نے اس فائل کو ٹیبل پر رکھا اور پڑھنے کے لیے بیٹھ گیا۔اس فائل میں راحیل کے ہر برے کام کے بارے میں اہم معلومات تھیں۔

www.novelsclub.com

طلحہ بے یقینی سے فائل پڑھتا گیا اس قدر سفاک تھا یہ شخص اور وہاں ایک اور نام بھی تھا اس کے ساتھی کا اسے پڑھ طلحہ نے حیرت سے فائل کو دیکھا۔

جبکہ دوسری طرف ریداد نیا جہاں سے بے خبر گہری نیند میں سوئی ہوئی تھی جب کوئی ہیولہ کھڑکی سے اندر داخل ہوا۔اندر داخل ہو کر اس نے کلوروفارم سپرے نکال کر ریدا کے منہ پر سپرے کیا اور نرمی سے اسے اپنی باہوں میں اٹھا کر کھڑکی کے دوسری طرف موجود شخص کو پکڑایا اور اسے لیے وہاں سے چلے گئے۔

LRI☆☆LRI☆☆LRI☆

www.novelsclubb.com

پلوشہ کے کمرے میں بند ہونے کے بعد حرا نے تاسف بھری نگاہ دروازے پر ڈالی اور کام کرنے لگ پڑی۔رات کے لیے کھانا بنا کر اس نے رکھا اور پھر ٹیبل سیٹ کر کے پلوشہ کو بلانے چلی گئی۔

پلوشہ جو اسی پوزیشن میں روتے ہوئے سو گئی تھی حرا کے دروازا کھٹکھٹانے پر نیند سے مندی مندی آنکھیں کھول کر دروازا کھولا تو حرا نے اسے کھانا کھانے کا کہا۔

پلوشہ خاموشی سے باہر نکل کر منہ ہاتھ دھونے بیسن کی طرف بڑھ گئی۔اور پھر کچن کی طرف آئی اور کھانا کھا کر حرا کے ساتھ تھوڑا سا کام کروایا اور پھر کمرے کی طرف بڑھ گئی اور بیڈ پر لیٹ گئی۔ گاڑی وہ ڈرائیور سے کہہ کر گھر بھیج چکی تھی۔

حرا نے کچن سمیٹا اور کمرے میں آ کر زیاد کو کال کی۔ زیاد جو کہ زبیر سے اسی سلسلے میں بات کر رہا تھا اچانک فون کی طرف دیکھا اور کال پک کر لی۔

زبیر نے مسکرا کر زیاد کو دیکھا۔ جب سے اسے گولی لگی تھی تب سے وہ اپنے خول سے باہر نکل آیا تھا۔ پہلے ہر وقت سڑا بے زار رہنے والا زیاد اب کہی کھو گیا تھا۔

حرا کال منقطع کر کے پلوشہ کے کمرے کی طرف بڑھی اور اسے اس کی زندگی کی نوید سنائی تھی۔پلوشہ نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا اور پھر اس کے گلے لگ کر خوب روئی۔

جس پر حرا نے اسے ڈانٹا تو وہ مسکرا دین حرا اسے یونہی خوش رہنے کا کہہ کر اپنے جلدی سے گھر میں پڑی مہندی لے آئی۔اور اس کے ہاتھوں کو مہندی سے سجانے لگی۔

"حرا کیا محبت اتنی آسانی سے مل جاتی ہے" پلوشہ نے مہندی لگاتی ہوئی حرا سے پوچھا۔ جس پر حرا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"کچھ خوش قسمت لوگ ہوتے ہیں جنہیں مل جاتیں ہیں۔۔۔اور تم ان خوش نصیب لوگوں میں شامل ہوں" حرا نے مسکراتے ہوئے کہا جس پر پلوشہ بھی مسکرا دی۔

زبیر زیاد کے چہرے کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا کہ زیاد کے اس کے آگے چٹکی بجانے پر اس کا ارتکاز ٹوٹا۔زبیر نے اس کی دائمی خوشیوں کی دعا کی تھی۔

"سوری سر"زبیر نے خجل ہو کر شرمندگی سے کہا۔

"زبیر ہماری ہیکر صاحبہ مان گئی۔۔۔میرا مطلب پلوشہ شادی کے لیے مان گئیں"زیاد نے خوش ہوتے ہوئے زبیر کو خبر سنائی جس پر زبیر نے مسکرا کر اسے مبارک باد دی۔

"کل یعنی جمعہ کے دن سادگی سے نکاح کا کہا ہے۔۔۔ساری تیاریاں تم نے کرنی ہیں۔۔ ٹائم تھوڑا ہے جلدی سب کر لینا"زیاد نے مسکراتے ہوئے تفصیل بتائی اور ساری ذمہ داری اس کے کندھوں پر ڈالی جس پر زبیر نے اوکے سر کہہ کر سر ہلایا اور اٹھ کر باہر چلا گیا۔

اگلا دن اپنی تمام تر مصروفیات کے ساتھ طلوع ہوا تھا۔ زبیر نے راتوں رات ہی سب تیاریاں مکمل کر لیں تھیں۔ پلوشہ کے لیے زیاد نے ایک خوبصورت سا کریم کلر کا غرارہ بھیجا تھا جس پر نفاست سے گولڈن کلر کی کڑھائی ہوئی تھی۔

زیاد بھی سفید قمیض شلوار میں چہرے پر مسکان سجائے نکھرا نکھرا سا لگ رہا تھا۔ جمعہ کے بعد زیاد زبیر اور اس ک ءکچھ دوست حرا کے گھر برات لے کر گئے۔

حرا پہلے ہی سارے انتظامات کر چکی تھی۔ حرا چونکہ پارلر کا کورس کر چکی تھی اسی لیے س نے پلوشہ کا میک اوور خود ہی کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

جمعہ کے بعد ان دونوں کا نکاح پڑھوایا گیا۔ پلوشہ کے لیے اس کی دنیا کا سب سے خوبصورت دن تھا۔ جیسے چاہا اسے پالیا۔ جیسے دل کا منصب سونپا اسے ہی زندگی میں شامل کیا تھا۔

پربتوں کے پیڑوں پر شام کا بسیرا ھے

سُرمئی اُجالا ھے، چمپئی اندھیرا ھے

دونوں وقت مِلتے ھیں دو دِلوں کی صُورت سے

آسماں نے خوش ھو کر، رنگ سا بکھیرا ھے

ٹھہرے ٹھہرے پانی میں کیسے گیت سَرسَراتے ھیں

بھیگے بھیگے جھونکوں میں، خوشبوؤں کا ڈیرا ھے

www.novelsclubb.com

کیوں نہ جذب ھو جائیں اِس حسیں نظارے میں

روشنی کا جُھرمٹ ھے، مستیوں کا گھیرا ھے

اب کسی نظارے کی دل کو آرزو کیوں ہو

جب سے پالیا تم کو، سب جہان میرا ہے

نکاح کے بعد پلوشہ کو سادگی کے ساتھ ہی حرا نے رخصت کر دیا۔ رخصتی کے وقت اس کی آنکھیں نم تھیں۔ چاہیے وہ مہینوں بعد ملتی تھیں لیکن رخصتی کے وقت اس کے وقت جانے کیوں آنکھیں اس کی نم تھیں۔ شاید وہ خوشی کے آنسو تھے۔ کیونکہ اس کی دوست نے اپنی محبت کو پالیا تھا۔

رخصتی کے بعد پلوشہ کو گاڑی میں بیٹھایا گیا تو تھوڑی ہی دیر میں گاڑیاں زیادہ اوس کی طرف گامزن تھیں۔ ابھی گاڑیاں راستے میں تھیں کہ ایک طرف سے زیاد کی گاڑی پر فائرنگ سٹارٹ ہوئی۔ زبیر، زیاد اور ڈرائیور جلدی سے نیچے جھکے۔ گاڑی پر اندھا دھند فائرنگ جاری تھی۔

اس سے پہلے پلوشہ نیچے جھکتی ایک گولی دائیں طرف کے شیشے سے ٹکر کر سیدھا پلوشہ سے آکر ٹکرائی تھی۔پلوشہ کے سر کے پچھلے حصے پر گولی آکر لگی اور وہ زیاد کے اوپر گری کانچ کے کچھ ٹکڑے بھی اس کے بازو اور چہرے کے ایک طرف پوست ہوئے تھے۔

اس کا سفید گولڈن غرارہ اسی کے خون سے لت پت ہو گیا۔زیاد نے بے یقینی سے پلوشہ کی جانب دیکھا جو اس کے اوپر گری اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ ہو رہی تھی۔

پلوشہ نے مسکراتے ہوئے زیاد کو دیکھا اور آہستہ آہستہ آنکھیں بند کر لیں۔اسے آسانی سے محبت نہیں ملی تھی۔اس محبت کے بدلے شاید اب اسے اپنی جان دینی تھی۔

کیونکہ محبت انسان کو اگر کچھ دیتی ہے تو اس سے کچھ چھین بھی لیتی ہے۔کسی سے اس کا محبوب اور کسی سے اس کی جان۔

زیاد بے یقین سا اس کا چہرہ تھپتھپا رہا تھا۔ابھی تھوڑی دیر پہلے تو پلوشہ اس کی زندگی میں شامل ہوئی تھی۔

ساری عمر ساتھ نبھانے کے لیے۔وہ کیسے ابھی تھوڑی دیر پہلے کیا اپنا وعدہ توڑ سکتی تھی۔ زیاد کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی تھیں۔

کبھی جب میں نہیں ہوں گی

تمہیں سب یاد آئے گا

www.novelsclubb.com

تمہاری سوچ میں رہنا

تمہاری بے رخی سہنا

بھلا کر رنجشیں ساری

تمہیں فقط "اپنا" کہنا

تمہارے نام کو

تسبیح کی صورت بنالینا

تمہارے ذکر سے دل کا

ہر گوشہ سجالینا

ابھی تو مسکرا کر

تم میری باتوں کو سُنتے ہو

مگر یہ جان لو جاناں!

تمہیں سب یاد آئے گا

کبھی جب میں نہیں ہوں گی

www.novelsclubb.com

زبیر نے پیچھے چہرہ تھوڑا سا موڑ کر دیکھا تو پلوشہ کو دیکھ اس نے جلدی سے ڈرائیور کو گاڑی وہاں سے بھگانے کا کہا اور ہاسپٹل لیجانے کا کہا۔

میرے گوشہء فکر میں میری جاں سے بھی عزیز تر

اک ایسا شخص تھا جو ملا نہیں اور بچھڑ گیا

ڈرائیور نے گاڑی تیزی سے بھگالی۔ حملہ آوروں نے ان کا پیچھا کرنے کی بجائے گاڑیاں مخالف سمت بھگالیں۔ زیاد پلوشہ کا چہرہ اپنی گود میں رکھے تھپتھپا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

تم تو حل تھے میری اذیت کا____!!

تم بھی اب مشکلوں میں ڈالو گے____؟؟

"پلوشہ۔۔۔پلیز پلوشہ اٹھو۔۔دیکھو پلیز اٹھ جاؤں" زیاد مسلسل اس کا چہرا تھپتھپا رہا تھا۔ زبیر بھی مڑ مڑ کر اضطرابی حالت میں زیاد اور پلوشہ کو دیکھ رہا تھا۔ جبکہ پلوشہ آنکھیں بند کیے ہونٹوں پر مسکان لیے گہری نیند میں تھی شاید۔

کچھ دیر بعد گاڑی ایک ہاسپٹل کے سامنے رکی تو زیاد پلوشہ کو اٹھا کر اندر کی طرف بھاگا۔اور ہریانی کیفیت میں چلا چلا کر ڈاکٹر کو بلانے لگا۔وہاں لوگ مڑ مڑ کر اس خوبرو شخص کو دیکھ رہے تھے۔

تھوڑی دیر میں ہی وارڈ بوائے سٹریچر لے کر آئے۔زیاد نے پلوشہ کو اس پر لیٹایا۔اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کے ہاتھ پر بوسہ دیا ایک آنسو اس کی پلکوں کی باڑ توڑ کر نکلا تھا۔

وہ لوگ پلوشہ کو جلدی سے ایمرجنسی میں لے گئے۔اور اس کا سرجری سٹارٹ کی تھی۔

گولی پلوشہ کے سر کے پچھلے حصے کو لگی تھی اسی لیے ڈاکٹرز نے اس کی یاداشت جانے کا خدشہ ظاہر کیا۔

زیاد وہاں ہاسپٹل کی سرد راہداری میں اپنا سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا تھا۔اسے آہستہ آہستہ پلوشہ کی باتیں یاد آرہی تھی۔

"جو تمہیں دیکھنے سے ملتا ہے

سارا مسئلہ تو اسی سکون کا ہے" پلوشہ نے زیاد کے ساتھ گاڑی میں بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

پلٹ کر وقت ماضی سے وہی لمحے اُٹھالایا

کہ جن لمحوں میں جیتے تھے کبھی ہم زندگی اپنی

"خدا کرے میری یاداشت چلی جائے۔۔اور میں تمہیں اپنی بیوی کہوں" پلوشہ نے ہنستے ہوئے دعا کے سے انداز میں ہاتھ اٹھا کر زیاد سے کہا جس پر اس نے ناگواری سے اسے دیکھا تھا۔

"جس کا باپ ہی اسے اپنی بیٹی ماننے سے انکار کر دیے" پلوشہ کی آنکھوں کی نمی حد سے سوا ہوئی تھی۔

"میرے نزدیک ایک عورت کی پہچان اس کی زندگی میں آنے والے مرد سے ہوتی ہے" پلوشہ نے اس کی کمزور گرفت سے اپنا ہاتھ آزاد کروایا اور مڑے بغیر چلی گئی۔

www.novelsclubb.com

ہوش تو زیاد کو تب آیا جب نرس نے اس سے پیپرز پر سائن کروائے۔ پیپرز کو دیکھ زیاد نم آنکھوں سے مسکرا دیا۔

بخت کے تخت سے یکلخت اتارا ہوا شخص

تُو نے دیکھا ہے کبھی جیت کے ہارا ہوا شخص

"بندے کی چاہیے جان چلی جائے۔۔۔لیکن یہ نرسیں پیپرز سائن کروانا نہیں بھولتی'' پلوشہ نے نرس کے جاتے ہی جلتے ہوئے کہا تھا۔

"دیکھیں انہیں گولی لگی ہے۔۔۔آپ پلیز جلدی سے پولیس کو انفارم کر دیں یہ ایک پولیس کیس ہے''ڈاکٹر نے اپنے پروفشنل انداز میں زبیر سے کہا۔

www.novelsclubb.com

"جی پولیس کو انفارم کر دیا ہے۔۔۔آپ بس سرجری سٹارٹ کریں پولیس ابھی آتی ہوں گئی۔''زبیر نے ڈاکٹر کو تسلی دی جس پر ڈاکٹر سر ہلا کر ایک طرف کو چلے گئے۔

"زبیر کس نے کروایا ہے''ڈاکٹر کے جانے کے بعد زیاد نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"سر وہ پہلے آپ پر حملہ سکندر نے کروایا تھا" زبیر نے گلا تر کرتے ہوئے جواب دیا۔

"زبیر میں نے ابھی پوچھا ہے کہ حملہ کس نے کروایا تھا...اور یقیناً تم اس شخص کے بارے میں جان گئے ہوں گئے" زیاد نے سرخ آنکھیں زبیر کی آنکھوں میں گاڑھے پوچھا۔

"راحیل صاحب کے آدمی تھے۔۔میں نے ان میں سے ایک کا چہرہ دیکھا تھا" زبیر نے تھوک نگلتے ہوئے کہا جس پر زیاد نے اپنے قدم باہر کی طرف بڑھائے۔

www.novelsclubb.com

زبیر نے اسے جاتے دیکھا تو راحیل صاحب کی حالت فرض کر کے بے اختیار جھرجھری لی تھی۔زیاد نے گاڑی سیدھا راحیل کے فارم ہاوس کی طرف بھگالی۔

جاوید کو جب سکندر کے اریسٹ ہونے کا پتہ چلا تو وہ پولیس سٹیشن گیا لیکن کچھ بھی کار آمد نہ ہوا کیونکہ سکندر خود اقبالِ جرم کر چکا تھا۔ جاوید انسپکٹر صاحب سے مل کر سکندر سے ملنے گیا۔

"کیوں کیا آپ نے اقبالِ جرم" جاوید نے سکندر سے پوچھا۔ وہ ایک آدھے ہی دن میں صدیوں کے بیمار لگنے لگے تھے۔ انہیں کافی گہری چوٹ پہنچی تھی۔

www.novelsclubb.com

جس شخص کو انہوں نے اپنا دوست اپنا بھائی مانا اسی نے ان کے خلاف انسپکٹر کو سارے ثبوت دیے اور اس کے خلاف اپنی بہن اور بہنوئی پر قتل کی ایف آئی آر درج کروادی۔

"ان ہاتھوں سے اپنے بھائی اور بھابھی کو مارا تھا۔۔۔خود اپنے ہاتھوں اپنے بھائی کی اولاد کو مارنے کی کوشش کی۔۔۔دوست کی کھال میں چھپے بھیڑے کا ساتھ دیتے ہوئے ایک اور گھر برباد کیا تھا۔۔۔ایک بچے کے سر سے اس کے ماں اور باپ کا سایہ چھینا تھا۔۔۔اپنے ہی دوست بادشاہ کے ساتھ دغا کیا" سکندر نے نم آنکھیں اٹھا کر جاوید کو دیکھا۔انہیں پچھتاوا ہو رہا تھا۔

"اسی لیے اقبالِ جرم کیا ہے" سکندر نے تھکے تھکے سے لہجے میں کہا۔

"تب تو آپ اندھیرے میں تھے۔۔۔تب آپ کو پتہ نہیں تھا۔۔اب جان بوجھ کر ایک بیٹے کے سر سے باپ کا سایہ پھر سے چھین رہے ہیں۔۔۔ایک بیٹی کے سر سے باپ کا سایہ چھین رہے ہیں" جاوید کی آواز بھر آئی تھی۔باپ چاہیے جیسا بھی ہو باپ ہمیشہ باپ ہوتا ہے۔اولاد کے لیے ماں اور باپ سے بڑھ کر اس دنیا میں کوئی نہیں ہوتا۔

"بیٹی" سکندر نے زیرِ لب دہرایا تھا۔ جس پر جاوید نے اسے بریرہ کے باتے میں سب کچھ بتادیا تھا۔ آخر میں اس کی شادی کا بھی بتادیا۔

"تم نے اسے نقصان پہنچایا تھا۔۔۔ میں نے اس کے ماں باپ کو مارا تھا۔۔ وہ مجھے معاف کر بھی دیے تو میں کبھی بھی خود کو معاف نہیں کر سکوں گا" سکندر نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

جاوید نے بے بسی سے انہیں دیکھا اور حویلی واپس آگیا۔ حویلی میں جاوید نے اپنے سب آدمیوں کو شادی کی تیاریوں کا کہا اور خود سکندر کے کمرے کی تلاشی لینے چلا گیا۔ مبادا وہاں کوئی ثبوت راحیل کے خلاف ہو۔

www.novelsclub.com

اسے کچھ ثبوت ان کی کمپنی کے خلاف ملے تو اس نے حمدان اور سلیمان سے رابطہ کیا۔ سلیمان کو ان کے خلاف ثبوت دیے کر ان کا اریسٹ وارنٹ نکلوا کر ان کے راحیل کے فارم ہاوس پر ریڈ ڈالو دی۔

LRI☆☆LRI☆☆LRI☆

طلحہ جب صبح اٹھ کر ٹائم دیکھا تو وہاں گھڑی صبح کے دس بجنے کا بتا رہی تھی۔ طلحہ نے آٹھ کر فائل سمیٹی اور ٹیبل کے دراز کے اندر رکھ کر فریش ہونے چلا گیا۔

www.novelsclubb.com

تھوڑی دیر بعد جب وہ باہر نکلا تو اس کے بالوں میں نمی تھی۔ بالوں کو ہاتھ کی مدد سے سائیڈ پر کرتے نیچے کا رخ کیا۔ جا کر کمرے کا دروازا کھٹکھٹایا لیکن جواب ندارد۔

"ریدادروازاکھولو۔۔میں نے اپنا موبائل لینا ہے"کافی بار دروازا کھٹکھٹانے پر کب جواب نہ آیا تو طلحہ نے آواز دی لیکن کوئی رسپانس نہیں۔

"چلو گھوڑے گدھے بیچ کر سوتی ہوں کیا میڈیم"طلحہ نے اونچی آواز میں اسے جھنجھلا کر کہا اور کچن کی طرف چلا گیا۔

اپنے لیے کافی بنانے کے بعد جب لاؤنج میں آکر دیکھا تو موبائل وہاں چارج پر لگا ہوا تھا۔ طلحہ نے آگے بڑھ کر اسے اتارا اور دیکھنے لگ پڑا۔

اس میں راحیل ماموں کے نام سے ایک وائس نوٹ آیا ہوا تھا۔اور دس سیکنڈز کی وڈیو بھی۔ طلحہ کو وڈیو اوپن کی تو وہاں ریدا کرسی پر رسیوں کے درمیان بری طرح جکڑی بیٹھی تھی۔اس کا سر ڈھلک کر ایک طرف گرا تھا۔

"اسلام و علیکم بھانجے ! کیا حال ہے۔۔۔میں نے سنا ہے کہ نکاح کر لیا ہے تم نے چلو ماموں ہونے کے ناتے مبارکباد پیش کرتا ہوں قبول کرو۔۔سنا ہے رات چوری چھپے ماموں کے آفس کی تلاشی کرتے رہے ہوں۔۔فائل دیے جانا اور ہاں ایک بات اور۔۔۔اپنی بیوی کی فکر بلکل کرنا کیونکہ تمہاری بیوی میرے پاس محفوظ نہیں ہے"طلحہ نے وائس نوٹ سنا تو اس کی رگیں تن گئیں۔

تمہارے پاس یقین کا کوئی اِکا ہو تو بتلانا

ہمارے بھروسے کے تو سبھی پتے جوکر نکلے

وہ کیسے اپنے بھانجے کی پیٹھ پر وار کر رہے تھے۔لیکن نہیں جو اپنی بہن تک کو مار دیے اس سے امید کیا کی جا سکتی ہے۔

طلحہ نے فائل پکڑی اور کچھ ہی دیر میں راحیل صاحب کے آفس کی طرف چل پڑا۔ کیونکہ رات اس نے گاڑی وہاں لوک کی تھی۔ آفا کے باہر ٹیکسی سے اتر کر وہ اپنی گاڑی کیں طرف بڑھا اور جلدی سے دماغ میں پلین بنانے لگا۔

گاڑی لے کر وہ سیدھا راحیل صاحب کی سینڈ کی گئی لوکیشن کی طرف چل پڑا۔ اس کے دل میں عجیب وسوسے آرہے تھے۔ اسے خود پر زیادہ غصہ آرہا تھا۔ کیسے وہ اس کی جان بھی خطرے میں ڈال گیا۔

غصے میں گاڑی کی سپیڈ اس نے بڑھالی۔ وہاں پہنچ کر اس نے پہلے اپنے آپ کو ریلکس کیا اور پھر اندر کی طرف قدم بڑھائے۔ وہاں موجود آدمی نے اس سے فائل مانگی تو اس نے ریدا کا پوچھا جس پر اس آدمی نے ایک کمرے کی طرف اشارہ کیا۔

فائل اس کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے وہ تیزی سے اس کمرے کی طرف گیا۔اس فائل کے آدمی نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔کمرے کا دروازا کھولا تو سامنے ہی وہ ڈری سہمی بیٹھی تھی۔

کمرے میں اندھیرا تھا جس سے ریدا کو بچپن سے ہی ڈر لگتا تھا۔دروازا کھولنے پر اندر تھوڑی سی روشنی داخل ہوئی۔

سامنے اپنے مسیحا کو دیکھ اس کی آنکھیں بھیگی تھیں۔آنکھیں تو طلحہ کی بھی تشکر سے بھیگی تھیں اسے صحیح سلامت اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ کر۔طلحہ نے جلدی سے آگے بڑھ کر اسے رسیوں کی قید سے آزاد کیا۔

www.novelsclub.com

اس سے پہلے وہ اسے رسیوں کی قید سے آزاد کرتا ایک شخص نے بندوق اس کے سر پر ماری جس کی وجہ سے وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہو نیچے گرا تھا۔

تھوڑی دیر بعد جب اسے ہوش آیا تو اس کے ہاتھ کمر پر باندھے ہوئے تھے۔اور وہ گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔اس کے جسم میں درد کی ایک لہر اٹھی جیسے وہ سہہ گیا۔

اس نے ادھر ادھر دیکھا تو اسے سامنے ہی رسیوں میں جکڑی ریدا نظر آ گئی۔اس نے مزاحمت کی تھی جس کے وجہ سے اسے تھپڑ مارا تھا۔اس کے ہونٹ کا کنارہ پھٹا اور چہرے پر انگلیوں کے نشان واضح تھے۔

طلحہ کو ہوش میں آتا دیکھ اس کی آنکھوں میں دھند چھا گئی۔ نمی نے اس کی آنکھوں میں ڈیرا جمایا تھا۔اتنی دیر میں ہی دروازا کھول کر راحیل صاحب اندر داخل ہوتے۔

ان کے ساتھ آنے والے وجود کو دیکھ طلحہ کو جھٹکا نہیں لگا لیکن ریدا ضرور بھونچکا رہ گئی۔ بے یقینی سی بے یقینی تھی۔اس کی ماں راحیل کے ساتھ کیسے۔

"ماما" مسز روف کو راحیل کے ساتھ دیکھ ریدا کے منہ سے فقط یہ لفظ نکلا تھا۔ جو نمی پہلے ڈیرا جمائے بیٹھی تھی۔ اب وہی نمی پلکوں کی باڑ توڑ کر اس کے گالوں پر لڑھک رہی تھی۔

"کیا حال ہے طلحہ۔۔ بھئی تم ملنا چاہتے تھے نہ دیکھو لوں تمہاری خواہش پوری کر دی میں نے" راحیل صاحب نے اپنے سامنے گھٹنوں کے گرد بیٹھے طلحہ سے کہا۔ جس پر طلحہ نے نحوست سے سر جھٹکا۔

کس کو پتھر ماروں ناصر کون پرایا ہے

شیش محل میں اک اک چہرہ اپنا لگتا ہے

www.novelsclub.com

"ہائے سویٹی"مسز رؤف نے ریدا کے آنسوں صاف کرتے ہوئے کہا۔ریدا بس یقین کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ یہ ایک خواب ہو۔اگر وہ خواب سچ تھا تو ریدا کے لیے اس کی تعبیر بہت بھیانک تھی۔

"میں نے کہا بھی تھا کہ اسے تب ہی مروادوں۔۔دیکھو میری بیٹی کی آنکھوں میں میرے لیے نفرت تمہیں دیکھ رہی ہے"مسز روف نے منہ پھولا کر راحیل صاحب سے کہا جس پر ان کا قہقہہ کمرے میں گونجا۔

"ارے کوئی نہیں بات نہیں۔۔۔اسے سچ تو پتہ لگنے دوں"راحیل صاحب نے مسز رؤف سے کہا جس پر وہ ہنستے ہوئے پیچھے ہو کر کھڑی ہو گئیں۔

"تو انٹروڈیوز کرواتا ہوں۔۔۔مجھے تو آپ لوگ جانتے ہوں گئے۔۔راحیل اون اینڈ اونلی۔۔اور یہ ہیں میری پاٹنر۔۔۔میری مسز اور میری ساتھی"راحیل صاحب نے مسز

رؤف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہہ کر ان کے آگے ہاتھ پھیلایا جیسے انہوں نے ہنستے ہوئے تھام لیا۔

"یو نو واٹ ریدا۔۔۔تم میری بیٹی تھی ہی نہیں۔۔۔میں تمہاری سٹیپ مدد تھی۔۔ تمہاری ماما تو تمہارے پیدا ہوتے ہی مر گئی تھی اور پھر میں نے رؤف سے شادی کر لی۔مجھے اس کی جائیداد چاہیے تھی اور بدلا۔۔۔میری بہن اسے پسند کرتی تھی۔۔اس کے لیے اس نے اپنی جان تک دے دی لیکن اس نے اسے پھر بھی دھتکارا اور تمہاری ماں سے شادی کر لی۔۔۔مجھے تمہارے باپ کو برباد کرنا تھا۔۔۔اور پھر میری زندگی میں راحیل آیا۔۔۔اور ہم نے مل کر اسے برباد کیا۔۔اور دیکھ لوں آج نتیجہ تمہارے سامنے ہے"مسز رؤف نے مسکراتے ہوئے تفصیل بتائی۔اپنی بہن کے ذکر پر ان کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔

www.novelsclubb.com

"ڈنٹ بی سیڈ۔۔۔اب آنکھوں کے سامنے مارتے ہیں اپنے ہاتھوں سے"راحیل صاحب نے مسز رؤف کو حوصلہ دیتے ہوئے ریدا کی طرف متوجہ کیا جس پر مسز رؤف نے وہاں سائیڈ پر پڑی گن اٹھا کر ریدا پر نشانہ باندھا۔

"دور رہوں میری بیوی سے"، طلحہ حلق کے بل چیخا تھا۔ ریدا تو سفید چہرہ لیے پتھر کی ہو گئی تھی۔ اچانک کمرے میں گولی کی آواز گونجی تھی۔ ریدا نے اپنی آنکھیں زور سے بند کیں۔

اے زندگی تجھے کیا کہوں

میرے ساتھ تو نے کیا کیا

مجھے اس نگر پہنچا دیا

نہ میں بڑھ سکوں

نہ میں رک سکوں

www.novelsclubb.com

نہ ہی دل کی بات سمجھ سکوں

نہ کسی کو کچھ بھی کہہ سکوں

تجھے کیا کہوں تو نے کیا کیا

مجھے منزلوں کی خبر تو دی

پر راستوں کو الجھا دیا

اے زندگی تجھے کیا پتا

یہاں کس نے کس کو گنوا دیا

اے زندگی تجھے کیا کہوں

میرے ساتھ تو نے کیا کیا

مسز رؤف کا ہاتھ ہوا میں ہی تھا. انہوں نے دروازے کی طرف دیکھا تو وہاں سلیمان اور اس کے ساتھ جاوید، حمدان، زیاد اور کچھ پولیس اہلکار کھڑے تھے۔ سلیمان نے ہوائی فائر کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

سب کو ساتھ دیکھ راحیل کے چہرے کی ہوائیاں اڑی تھی۔اس سے پہلے راحیل کچھ کرتے زیاد نے آگے بڑھ کر اس کے منہ پر مکہ مارا۔

"میں نے تمہیں کہا تھا کہ آئندہ میرے راستے میں نہ آنا ورنہ جان سے مار دوں گا" زیاد نے پے در پے اس کے منہ پر مکے جڑے۔ حمدان نے آگے بڑھ کر طلحہ کو آزاد کیا۔ طلحہ نے جلدی سے آگے بڑھ کر ریدا کو اپنی آغوش میں لیا اور جلدی سے اسے آزاد کیا۔

جاوید اور حمدان نے آگے بڑھ کر زیاد کو پکڑا تو سلیمان نے راحیل کو ہتھکڑیاں لگائیں تھیں۔اور اسے اہلکاروں کو پکڑایا اور اسے لیجانے کا کہا۔ سلیمان نے لیڈیز پولیس کو بھی منگوایا اور انہیں مسز روف کو لیجانے کا کہا۔

www.novelsclub.com

راحیل صاحب نے اپنے آپ کو چھڑوانے کی بہت کوشش کی تھی لیکن بے سود رہا اور اہکار انہیں لے کر چلے گئے۔زیاد کو زبیر نے کال کر کے پلوشہ کے ہوش میں آنے کی خبر

سنائی تو وہ سلیمان، حمدان اور جاوید سے مصافحہ کیے جلدی سے وہاں سے ہاسپٹل کے لیے نکلا۔

ریدا ابھی تک طلحہ کے ساتھ چپکی آنسوں بہا رہی تھی۔ طلحہ اسے اپنے ساتھ لگائے باہر لایا۔اسے گاڑی میں بیٹھا کر وہاں موجود اصل فائل اٹھا کر سلیمان کی طرف بڑھ گیا۔ سیلمان کو وہ فائل دی جس میں مسز روف اور راحیل کے سب کاموں کے خلاف ثبوت تھے۔

پھر ان سے مل کر واپس گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی اپنے گھر کی طرف بھگالی۔ریدا ابھی تب بیٹھی رو رہی تھی۔ طلحہ نے اسے کچھ نہ کہا کیونکہ اس کا غم بہت بڑھا تھا۔

وجدان، سلیمان اور جاوید بھی واپس حویلی کی طرف چلے گئے۔ حویلی کے سامنے جب گاڑی روکی تو جاوید نے ان دونوں کا شکریہ ادا کیا۔

"اندر نہیں بلاؤں گئے" حمدان نے حویلی کے داخلی دروازے پر نظریں ٹکائے جاوید سے پوچھا۔ جس پر اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"کل چلے جانا۔۔۔آج داخلہ ممنوع ہے" سلیمان نے ہنستے ہوئے جواب دیا جس پر جاوید بھی مسکرا دیا۔ وجدان ایک نظر دونوں کو باری باری دیکھ گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

"سلیمان میرے پاپا" وجدان کے جانے کے بعد جاوید نے سلیمان سے کہا جس پر اس نے اسے تسلی دی۔

www.novelsclubb.com

"میں سزا کم کروانے کی کوشش کروں گا۔۔۔کیسے بھاگے تھے۔۔اب تو بتا دوں" سلیمان نے اپنی عادت سے مجبور تجسس سے پوچھا۔

"میں وہی تھا۔۔ پیچھے والے کھیت میں۔۔۔ تم لوگوں کو لگا کہ میں بھاگ گیا ہوں۔۔۔ اسی لیے تم لوگوں نے دیکھا بھی نہیں۔۔ اور اوپر سے دونوں کو چوٹ لگی تھی۔۔ میرا کام آسان ہو گیا" جاوید نے ہنستے ہوئے بتایا جس پر سلیمان بھی ہنس پڑا۔

سچ میں وجدان اور بریرہ کی حالت کی وجہ سے اس نے اچھے سے نہیں دیکھا تھا۔ پھر وہ خدا حافظ کر کے گاڑی کی طرف بڑھ گیا جہاں وجدان اسے آوازیں دیے رہا تھا۔

LRI☆☆LRI☆☆LRI☆

www.novelsclubb.com

زیاد جب ہاسپٹل آیا تو تب تک سرجری کے بعد پلوشہ کو روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔اس کے چہرے پر بھی پٹی بندھی ہوئی تھی۔ گولی پلوشہ کے سر کے پیچھے حصے میں لگی تھی۔

زیاد جب روم میں اینٹر ہوا تو پلوشہ آنکھیں بند کیے ہاسپٹل کے مخصوص لباس میں بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔زیاد نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا۔اور جھک کر عقیدت سے اس کی ہتھیلی کی پشت پر اپنے لب رکھے۔

آنکھ سے ایک آنسو ٹپک کر پلوشہ کی ہتھیلی کی پشت پر ٹھہر گیا۔پلوشہ نے آہستہ سے آنکھیں کھولی تو زیاد کو دیکھ کو اپنے قریب دیکھ مسکرا دی۔زیاد نے ست اٹھا کر اسے دیکھا اور اسے مسکراتا دیکھ وہ بھی مسکرا دیا۔

www.novelsclub.com

زندگی آدھی ہے،ادھوری ہے

تیرا آنا بہت ضروری ہے

سامنے تو ہے لمحہ لمحہ مرے

اور زمیں آسماں کی دوری ہے

کوئی منطق، کوئی دلیل نہیں

تو ضروری تو بس ضروری ہے

جیسے قسمت پہ اختیار نہیں

یہ محبت بھی لاشعوری ہے

www.novelsclubb.com

کون سیکھا ہے صرف باتوں سے

سب کو اک حادثہ ضروری ہے

"حرا کو بتایا" پلوشہ نے کمزور سی آواز میں ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں پوچھا جس پر زیاد نے نفی میں سر ہلایا۔ پلوشہ نے بھی آنکھیں بند کر کے اسے تسلی دی اور پھر نفی میں سر ہلا کر اسے بتانے سے روکا۔

"ریسٹ کرو تم اب" زیاد نے آنکھوں کو صاف کرتے ہوئے اس کے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑتے ہوئے کہا جس پر پلوشہ نے سکون سے آنکھیں بند کر کھولیں۔ وہ خود کو خوش نصیب تصور کر رہی تھی کہ اس نے جس کو چاہا اسے پالیا۔ اس نے منصبِ عشق پالیا تھا۔

"میں جب بہت تھک جاتی ہوں تو زندگی کے صفحات واپس پلٹ کر دیکھنا شروع کر دیتی ہوں اور اس صفحے پر آ کر رک جاتی ہوں۔۔۔ جہاں زندگی تمہیں مجھ سے ملاتی ہے۔۔۔۔ اور میں دیکھتی ہوں کہ زندگی تو اس صفحے سے آگے بڑھی ہی نہیں وہی صفحہ۔۔، صفحہ

زیست رہا باقی سب تو آتے جاتے موسم ٹھہرے۔" پلوشہ نے زیاد کو باہر جاتے نم آنکھوں سے اس کو دیکھ کر سوچا تھا۔

یہ ورق ورق تیری داستاں یہ سبق سبق تیرے تذکرے،

میں کروں تو کیسے کروں الگ تجھے زندگی کی کتاب سے

زیاد نے باہر آکر زبیر کو گھر جانے کا کہا اور پھر اندر پلوشہ کے قریب سٹول پر بیٹھ کر اسے کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا اور وہاں پاس ہی سر رکھ کر پلوشہ کے چہرے کو دیکھنے لگا۔

www.novelsclubb.com

وہ جانتا تھا کہ آنے والے ماہ و سال پلوشہ کے ساتھ اس کے یادگار بننے والے تھے۔

LRI☆☆LRI☆☆LRI☆

حمدان نرمین بیگم کے ہمراہ برات لے کر آیا تھا۔ حمدان کا چہرا خوشی سے دمک رہا تھا۔ جاوید نے ایک بھائی ہونے کے فرض نبھاتے ہوئے بریرہ کی شادی دھوم دھام سے کی تھی۔

نکاح کے بعد بریرہ حمدان کے ہمراہ اس کے گھر رخصت ہو گئی۔ شادی کے کچھ دنوں بعد ہی حمدان اور بریرہ گھومنے کے لیے ناردن ایریاز چلے گئے۔ نرمین بیگم بھی دونوں کے اصرار کرنے کے باوجود ان کے ہاں شفٹ نہ ہوئی۔

جاوید شادی کے بعد نرمین بیگم کے پاس آ کر ان سے اپنی غلطی کی معافی مانگتا۔ سکندر کی سزا سلیمان کی وجہ سے کم ہو گئی تھی۔ اسے تاعمر قید کی سزا سنائی گئی تھی جبکہ راحیل کو کچھ سال قید بامشقت اور پھانسی کی سزا سنادی گئی تھی اور مسز رؤف کو ان کا ساتھ دینے پر تاعمر قیدِ بامشقت سنادی گئی تھی۔

نرمین بیگم کچھ عرصے کے بعد جاوید کے ساتھ حویلی شفٹ ہو گئیں۔ جاوید ان کا ں ہت زیادہ خیال رکھتا تھا۔ جاوید کی شادی نرمین بیگم نے اپنے جاننے والوں میں کروادی تھی۔

آدم سے چل رہا ہے خطاؤں کا سلسلہ

انسان اپنے باپ کے نقشے قدم پہ ہے

LRI☆☆LRI☆☆LRI☆

www.novelsclubb.com

ریدا نے اس دن کے بعد دوبارا اپنے گھر قدم نہ رکھا۔ اس دن کے بعد ریدا چپ چپ اور گم سم رہنے لگی۔ طلحہ نے اسے کچھ نہ کہا۔ وہ جانتا تھا کہ اسے اس صدمے سے نکلنے کے لیے وقت درکار ہے۔

وقت اور حالات کے ساتھ ساتھ طلحہ کی توجہ سے وہ اپنی پہلی زندگی میں لوٹ آئی۔ طلحہ بھی معمولات زندگی کی طرف لوٹ آیا تھا۔اسے بھی دکھ تھا۔دنیا پر اس کا واحد ایک رشتہ تھا چاہیے جیسا بھی تھا لیکن اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔

چلو اک کام کرتے ہیں

پرانے باب بند کر کے

نظر انداز کرتے ہیں

www.novelsclubb.com

نئے سپنے سبھی بُن کر

وفا کے راستے چن کر

بھلا کر رنجشیں ساری

مٹا کر نفرتیں دل سے

معافی دے دلا کر اب

دل اپنے صاف کرتے ہیں

جہاں پر ہوں سبھی مخلص

نہ ہو دل کا کوئی مفلس

اک ایسی بستی اپنوں کی

کہیں آباد کرتے ہیں

www.novelsclubb.com

کچھ سال بعد:

"ریدا۔۔۔ریدامیرا والٹ اور کیز دیے دوں"طلحہ کی جھنجھلاہٹ بھری آواز گھر میں گونج رہی تھی۔وہ کمروں کے اندر جھانک کر ریدااور اپنی چار سالہ بیٹی جنت کو ڈھونڈ رہا تھا۔

جنت ہو بہو اپنی ماں کی کاپی تھی۔دونوں ماں بیٹی مل جاتی اور اپنی شرائط طلحہ سے منواتی۔ اگر وہ نہ مناتا تو عین آفس کے ٹائم اسے اپنی چیزوں کے ساتھ اپنی بیوی اور بیٹی بھی غائب ملتیں تھیں اور پھر وہ سارے گھر میں ان کو ڈھونڈتا اور ان کے مطالبات مان کر چیزیں واپس لیتا اور آفس جاتا۔

"شششش"ریدا نے الماری میں اپنے پاس بیٹھی اپنی بیٹی کو کھسیانی ہنسی ہنستے دیکھ چپ رہنے کا اشارا کیا۔

"جنت، ریدا" طلحہ نے الماری کھول کر غصے سے دونوں کو پکارا جس پر جنت نے دانت نکالتے ہوئے اپنی باہیں طلحہ کے آگے پھیلائی جس کا مطلب صاف تھا کہ مجھے اٹھایا جائے۔

طلحہ نے جھک کر اسے اٹھایا تو وہ جلدی سے اس کے گال پر کس کر کے نیچے اتری اور ماں کو اکیلے چھوڑ باہر بھاگ گئی۔

"میری کیز اور والٹ" طلحہ نے ہاتھ آگے بڑھایا۔ جس پر ریدا نے روہنسی ہوتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔ جس کے نتیجے میں طلحہ نے گھوری سے نوازا تو اس نے رونے والا منہ بنا کر والٹ اور کیز اس کی طرف بڑھائے۔ طلحہ کو اس کی رونے والی شکل دیکھ ہنسی آئی جیسے وہ ضبط کر گیا۔

www.novelsclubb.com

یہ عَرض وَرض! آپ کی شایانِ شاں نہیں

آپ جانِ سحر ہیں حکم کیا کریں،

"جنت کو ناشتہ کروا دینا۔۔اور ہاں شام کو تیار رہنا ڈنر پر چلے گئے" طلحہ نے آگے بڑھ کے اس کے ماتھے پر لب رکھے وہ جانتا تھا کہ اب وہ جنت کو ڈانٹے گئی اسی لیے اسے جنت کو کھانا کھلانے کی ہدایت کی اور آفس چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد ریدا کھلکھلا دی تھی۔ طلحہ کی ہم راہی میں اس کی زندگی کا سفر بہت خوبصورت گزر رہا تھا۔ وہ ہنستے ہوئے نیچے جنت کو کھانا کھلانے چلی گئی۔

زندگی کے گزرے ماہ میں طلحہ کے دل کے منصب پر ریدا کی حکمرانی تھی۔ ریدا نے طلحہ کی زندگی میں منصبِ عشق پا لیا تھا۔ وہ خوش نصیب تھی کہ اس کے دل پر اس کے محرم کی حکمرانی تھی۔

[ختم شد]

LRI☆☆LRI☆☆LRI☆

#Eira_Shah👑

www.novelsclubb.com